عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حسب فرمائش:

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تعلیم وتربیت کا حسین گلدستہ

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتہ

جامع مسجد نگینہ

۹۷۷-اے بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور 0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	"عید میلاد النبی ﷺ"
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
		مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
حسب فرمائش	:	الحاج شیخ حمید فاضل
		نیشنل بیٹری (پرائیویٹ) لمیٹڈ
کمپوزر	:	محمد علی بن جاوید یوسفی
		محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزنگ سینٹر	:	ابوبکر کمپوزنگ سینٹر چائنہ سکیم لاہور
		فون: 6846677
پروف ریڈرز	:	صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی،
		محمد مبارک علی یوسفی
بار ہفتم	:	۳۰۰۰
سن اشاعت	:	ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶
ہدیہ	:	۳۰ روپے
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)
		صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
		صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

حمدِ باری تعالیٰ

از قلم: حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ

قرار آتا خدا (جل جلالہ) کی یاد[1] سے ہے بے قراروں کو
سکوں دیتا ہے ذکرِ حق تعالیٰ دلفگاروں کو

اگر مرضی خدا (جل جلالہ) کی ہو تو شاہ کر دے فقیروں کو
اگر چاہے[2] گدا کر دے جہاں کے تاجداروں کو

بنایا[3] ہے اُسی نے آسمانوں چاند سورج کو
اُسی نے نور بخشا ہے درخشندہ ستاروں کو

اُسی کے قبضۂ قدرت[4] میں ہے کونین کی ہر شے
وہی ہے بھیجتا بعد از خزاں رنگین بہاروں کو

اُسی کی حمد میں ہر چیز[5] ہے مصروف عالم[6] کی
گلوں سے بخش دی زینت ہے اُس نے لالہ زاروں کو

اُسی کے در کے محتاج سارے انبیاء و مرسل
ملے انوار اُس کے نور[7] سے سب نور پاروں کو

اگرچہ ہے خدا (جل جلالہ) سب صورتوں[8] سے پاک اے یوسف
مگر اُس کے سمجھتا ہوں محمد (ﷺ) کے نظاروں[9] کو

---

[1] الرعد: ۲۸۔ [2] آل عمران: ۲۶۔ [3] الانعام: ۱۰۲، الروم: ۲۲۔ [4] البقرۃ: ۲۰، آل عمران: ۲۶، المائدۃ: ۱۷، الانعام: ۱۷، الانفال: ۴۱، التوبۃ: ۳۹، ہود: ۴۔ [5] بنی اسرائیل: ۴۴۔ [6] الجمعۃ: ۱، التغابن: ۱۔ [7] النور: ۳۵، الزمر: ۶۹۔ [8] الشعراء: ۱۱۔ [9] تفسیر معالم جلد ۵ ص ۶۴، تفسیر محمدی جلد ۴ ص ۱۳۰، تفسیر خازن جلد ۵ ص ۶۵۔

اُن کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے

از قلم: حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ

کملی والے حبیبِ خدا (ﷺ) [1] ہیں اُن کا کوئی بھی ثانی [2] نہیں ہے
وہ تو کیا اُن میں جو بھی فنا ہے، واللہ زندہ [3] ہے فانی نہیں ہے
یہ عطا ہے میرے مصطفےٰ (ﷺ) کی مجھ کو غم کی ملی ہے وہ دولت
اشک میرے رواں جس طرح ہیں بحر میں وہ روانی نہیں ہے
مصطفےٰ (ﷺ) پہ میں قربان جاؤں جن کا رُخ ہے سراجاً [4] منیرا
خوب ہے چاند لیکن نبی (ﷺ) سی اس کی روشن پیشانی [5] نہیں ہے
حق نے کی ابتداء روزِ اوّل [6] تا ابد ذکر جاری ہے اُن کا
مختتم ہو سکے جو کبھی بھی مصطفےٰ (ﷺ) کی کہانی نہیں ہے
حق نے حاکم [7] بنایا نبی (ﷺ) کو دو جہاں کی دی اُن کو حکومت
وہ جگہ [8] دو بتا جس جگہ پر آقا (ﷺ) کی حکمرانی نہیں ہے
غیب اُن کو خدا (جل جلالہ) نے دیا ہے بخل [9] کرتے نہیں ہیں محمد (ﷺ)
معترض یہ خدا (جل جلالہ) کی عطا ہے ذاتی یہ غیب دانی نہیں ہے
مرتے عصمتِ مصطفےٰ (ﷺ) پر اس کو کہتے ہیں ایمانی دولت
بغض دل میں ہو اپنے نبی (ﷺ) سے مومنوں کی نشانی نہیں ہے
نعت پڑھتا ہوں جب بھی میں یوسف وجد محفل پہ ہوتا ہے طاری
یہ کرم ہے میرے مصطفےٰ (ﷺ) کا میری جادو بیانی نہیں ہے

[1] خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۱۹۳ ۔ ۱۹۸ ۔ [2] مسلم جلد۱ ص ۲۵۱ ۔ ۲۵۳، نسائی جلد۱ ص ۲۲۵، بیہقی جلد۷ ص ۶۲، مشکوٰۃ جلد۲ ص ۱۸۰ [3] النحل: ۹۷ [4] الاحزاب: ۴۶ ۔ [5] خصائص کبریٰ جلد۱ ص ۶۲، مدارج النبوۃ جلد۱ ص ۱۱ ۔ ۱۳، جامع صغیر جلد۲ ص ۱۰۰، مسلم جلد۲ ص ۲۵۹، الوفا باحوال المصطفےٰ ابن جوزی مترجم ص ۳۶۰، تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۷۳ [6] آل عمران: ۸۱ ۔ [7] النساء: ۶۵ ۔ [8] خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۱۹۴، احیاء العلوم علامہ غزالی ص ، نسیم الریاض شرح شفاء [9] التکویر: ۲۴ ۔ وغیبت یا دشاہ علم پنہاں بخل کنندہ

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں

از قلم: امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

آہ کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

ہر چراغِ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سن
مال ہے راہ مار پھیرتے ہیں

جاگ سنسان بن ہے رات آئی
گرگ بہر شکار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

غرض و غایت

اس کتاب کے لکھنے کی غرض و غایت "ضد برائے ضد اور کج بحثی" کو ختم کروانا ہے۔ ہم اُمتی ہیں ہمیں اپنے نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان بیان کرنا ہے اور دُنیا کو بتانا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی کیا کیا برکتیں ہیں۔

لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، عورتوں کو معاشرے کا ذلیل رکن سمجھا جاتا تھا، انسانیت دم توڑ رہی تھی۔ کمزوروں کو غلامی کے طوق میں جکڑا ہوا تھا۔ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور کمزوروں کا کوئی پرسانِ حال نہیں تھا کہ رب ذوالجلال نے نبی کریم ﷺ کو وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ کا تاج پہنا کر بھیجا۔

ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم اُن پیارے رسول کریم ﷺ کے اُمتی ہیں جو سارے نبیوں علیہم السلام کے نبی ﷺ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ﷺ ہیں۔ ہمیں آپ ﷺ کی عظمت و شان کا چرچا کرنا چاہیے۔ وہ چاہے عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے ہو یا سیرت النبی ﷺ کے نام سے۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عید میلاد النبی ﷺ

سوال: عید میلاد النبی ﷺ کے کیا معنی ہیں؟
جواب: اس کے معنی ہیں نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت یا زمانے کی خوشی۔
سوال: سنا ہے اسلام میں دو عیدیں ہیں؟
جواب: اسلام میں شرعاً دو عیدیں ہی ہیں جنہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کہتے ہیں۔
سوال: کیا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ بھی کسی دن کے ساتھ لفظ ''عید'' لگا سکتے ہیں؟
جواب: ہاں شریعتِ اسلامیہ میں اس پر کوئی پابندی نہیں۔
سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی اور دن کو بھی عید کا دن کہتے تھے؟
جواب: جی ہاں!
سوال: کوئی مثال دیں۔
جواب: غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں صاحب نے بخاری شریف کی شرح بنام تیسیر الباری کی جلد نمبر ۱ ص نمبر ۱۰۴ پر ایک حدیث شریف لکھی ہے جو اصل کتاب بخاری شریف کی جلد ۲ ص نمبر ۶۶۲ پر موجود ہے۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، یہودی لوگ (مثلاً کعب احبار) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے تم (اپنے قرآنِ مجید میں) ایک ایسی آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو ''عید'' (خوشی کا دن) مقرر کر لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، وہ کون سی آیت ہے؟ انہوں نے کہا: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ (المائدۃ: ۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں یہ آیتِ مبارکہ کب اتری اور کہاں اتری؟ اور جس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو اُس وقت نبی کریم ﷺ کہاں تھے؟ یہ آیتِ مبارکہ عرفہ کے دن نازل ہوئی اُس وقت اللہ

تبارک وتعالیٰ کی قسم۔ ہم میدانِ عرفات میں تھے۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھ کو شک ہے اُس دن جمعہ تھا یا کوئی اور دن۔

اس حدیث کو لکھنے کے بعد وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے، قیس بن سلمہ کی روایت میں بالیقین مذکور ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا تو اُس دن دوہری عید ہوئی۔ (تیسیر الباری جلد ۶ ص نمبر ۱۰۴ من وعن) دوہری سے مراد ''یوم عرفہ'' اور ''یوم جمعہ'' ہے یعنی جمعۃ المبارک بھی ''عید'' کا دن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح ایک روایت کتبِ احادیث میں موجود ہے کہ اُنہوں نے یہ آیت پڑھی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ آخیر تک اُس وقت آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا وہ کہنے لگا اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اسے (یعنی اُس دن کو) عید بنا لیتے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب یہ آیت اتری اس دن ہماری دو عیدیں تھیں (''یوم عرفہ'' اور ''یوم جمعہ'')۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱ رواہ الترمذی)

سوال: یہودی نے کہا اگر یہ آیتِ مبارکہ ہم پر اترتی تو ہم اس دن کو ''عید'' بنا لیتے اس کا کیا مقصد تھا؟

جواب: یہودی کا مقصد یہ تھا کہ ہم لوگ اس آیت کے نزول اور اس دن کو جس میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی نہایت خوشی اور نعمت کے شکرانہ کے طور پر ''عید'' بناتے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب کا مقصد کیا تھا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب کا مقصد یہودی کو یہ بات سمجھانا اور باور کروانا تھا کہ تم ایک ''عید'' کی بات کرتے ہو جب یہ آیت نازل ہوئی اُس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ یعنی یوم عرفہ اور جمعۃ المبارک۔ جمعۃ المبارک کو حجۃ الوداع اور حجِ اکبر کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ (یعنی جمعۃ المبارک کا حج، حج اکبر کہلاتا ہے)۔

سوال: کیا رسول کریم ﷺ نے بھی جمعۃ المبارک کے دن کو ''عید'' کا دن

فرمایا ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: کوئی حوالہ مل سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: فرمائیں؟

جواب: حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جمعوں میں سے ایک جمعۃ المبارک میں فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ یہ وہ دن ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''عید'' بنایا ہے تو غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اُسے لگانے میں کوئی نقصان نہیں۔ مسواک لازم پکڑو''۔ [1]

سوال: اس سلسلہ میں کوئی اور حدیث مبارک بھی کتابوں میں ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: وہ کیا ہے؟

جواب: حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشادِ عظیم ہے، جمعۃ المبارک تمام دنوں کا سردار دن ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بڑا دن ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحی سے بھی بڑا دن ہے۔ [2]

سوال: مکالمہ کی صورت میں دس پندرہ صفحوں پر مشتمل ایک پمفلٹ دیکھنے میں آیا ہے جس کا عنوان رکھا گیا ہے۔ یہ ''تیسری عید'' ۔۔۔۔۔۔؟ اور مؤلف نے اس میں خوب طنز ومزاح کیا ہے۔ اس کے ص نمبر ۴ پر لکھا ہے۔ عیدیں تو دو ہی ہیں، عید الفطر اور عید الاضحی۔ یہ جو تیسری عید ہے، یہ کیا ہے؟

جواب: جس پمفلٹ کا حوالہ دیا گیا وہ پمفلٹ ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کی لائبریری میں بھی ہے۔ مذکورہ پمفلٹ کے مؤلف نے اسلام میں ''تیسری عید''۔ کہاں سے

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۲۳، ابن ماجہ ص ۷۸ [2] ابن ماجہ ص ۷۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۰۔

آئی؟ کا عنوان دے کر خود ہی ''میلادی'' اور ''سلفی'' کا کردار ادا کیا ہے اور ''سلفی'' صاحب کا مقصد صرف اعتراض اور طنز و مزاح ہے۔ اصلاح اور خیر کا پہلو پیش نظر نہیں۔ ''سلفی'' صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عیدیں دو نہیں مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ نے ہر جمعتہ المبارک کو ''عید'' کا دن فرمایا ہے۔ اِس لحاظ سے انہیں تیسری عید کی بجائے سال کے ۵۲ جمعوں کی پریشانی بھی لاحق ہونی چاہیے کہ رسول کریم ﷺ نے جمعتہ المبارک کو بھی ''عید'' کا دن فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے تو مسلمانوں کی ۵۲ عیدیں اور بھی بنتی ہیں۔ معلوم ہو کہ یہ عنوان کہ ''اسلام میں تیسری عید''۔۔۔کہاں سے آئی نہ صرف یہ کہ غلط ہے بلکہ سلفی صاحب کی دین اسلام اور علم حدیث میں علم کی کمی کا ثبوت ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے دنیا میں جلوہ افروز ہونے کے دن کیلئے ''عید'' کا لفظ استعمال کرنے سے قرآنِ مجید کی کسی آیت یا کسی حدیثِ مبارکہ یا اسلام کے کسی رکن کی نفی تو نہیں ہوتی؟

جواب: ہر گز نہیں!

سوال: ویسے لفظ ''عید'' کے معنی کیا ہیں؟

جواب: لغت کی کتاب ''المنجد'' میں ''العید'' کے معنی لکھے ہیں۔ ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے اُسے ''عید'' کہتے ہیں۔ مزید لکھا ہے کہ کہتے ہیں عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اُس پر ''عید'' کا لفظ بولا جاتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ہے:۔ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا (المائدہ: ۱۱۴) ''اے ہمارے پروردگار ہم پر خوان اتار کہ وہ دن ہمارے پہلوں اور پچھلوں کیلئے ''عید'' ہو۔ اس آیتِ مبارکہ میں ''عید'' سے خوشی اور شادمانی مراد ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان میں ہے۔ ''عید خوشی کا دن کہلاتا ہے''۔ [۳]

---

[۳] مواہب الرحمٰن جلد ۳ ص ۸۳، ۹، ۱۷۲

تفسیر مظہری میں ہے، ''بعض لوگوں نے کہا عید خوشی کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں آدمی رنج سے خوشی کی طرف لوٹتا ہے''۔ (زیر آیت سورۃ المائدہ)

عبد الماجد دریا بادی جن کا تعلق دیو بندی فرقے سے ہے، لکھتے ہیں۔

(ترجمہ آیت): ''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے ایک خوان (طعام) آسمان سے ایسا اتار دے کہ وہ ہمارے لئے (بھی) ہم سے اگلوں اور پچھلوں کیلئے ایک جشن بن جائے''۔ اُس خوشی کو عید کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے۔

اشرف علی تھانوی دیو بندی صاحب نے اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' میں زیر آیت لکھا ہے۔ ''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ)، اے ہمارے پروردگار، ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ مائدہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اوّل (یعنی موجودہ زمانے میں) ہیں اور جو بعد (کے زمانے میں آنے والے ہیں) سب کیلئے ایک خوشی کی بات ہو جائے''۔ (حاضرین کی خوشی تو کھانے سے اور معروضہ (یعنی عرضِ دُعا) قبول ہونے سے اور بعد والوں کی خوشی سلف پر انعام ہونے سے ہے''۔ یہی معنی مفتی محمد شفیع دیو بندی صاحب نے تفسیر ''معارف القرآن'' جلد ۳ ص ۲۶۷ پر نقل کئے ہیں جبکہ غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری، وحید الزماں اور غلام اللہ خان صاحبان نے ''عید'' کے معنی ''عید'' ہی کئے ہیں۔

سعودی حکومت پاکستانی، ہندوستانی اور اردو بولنے والے حاجیوں کو مترجم قرآنِ مجید دیتی ہے۔ جس میں ترجمہ محمد جونا گڑھی صاحب (غیر مقلد) کا ہے اور تفسیر صلاح دین یوسف صاحب کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ ''اے اللہ، اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اوّل ہیں اور جو بعد ہیں، سب کیلئے ایک خوشی کی بات ہو جائے''۔ (ص ۳۳۷)

تفہیم القرآن میں مودودی صاحب نے بھی لکھا ہے۔ ''جو ہمارے اگلے پچھلوں کیلئے خوشی کا موقع قرار پائے''۔

یاد رہے قرآنِ مجید و احادیثِ مبارکہ میں اصول و دستور کی باتیں ہیں۔
ہمارے مسائل کا حل قرآنِ مجید و احادیثِ مبارکہ اور قرآنِ مجید و سنّت مبارکہ میں ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی خوشی کا واقعہ ہو تو اُس کیلئے لفظ ''عید'' شرعاً، اصطلاحاً اور قرآنِ مجید و احادیثِ مبارکہ کی رو سے بولنا یا کہنا کسی لحاظ سے ناجائز نہیں۔

سوال: جو لوگ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن کو ''عید'' نہیں مانتے کیا وہ رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوش نہیں ہیں؟

جواب: یہ تو وہی لوگ بتا سکتے ہیں۔ لیکن حالات یہ بتاتے ہیں اُنہیں اپنے ہاں نرینہ اولاد ہونے کی بہت خوشی ہوتی ہے۔ شاید لڈو بھی تقسیم کرتے ہوں اور شاید اپنی بیٹی بہو، بیوی کو بیٹے کے پیدا ہونے پر مبارکباد بھی دیتے ہوں۔ یا ہوسکتا ہے اُن کو صدمہ ہوتا ہو یا ہوسکتا ہے جب اُنہیں کوئی بیٹے کی ولادت پر خوش خبری اور مبارک کا پیغام دیتا ہو تو یہ کہتے ہوں کہ مبارک باد اور خوش خبری دینی شرک و بدعت ہے۔ بہر حال یہ وہی لوگ بتا سکتے ہیں۔

سوال: جو لوگ عید میلادُ النبی ﷺ مناتے ہیں یعنی رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب: اُن لوگوں کے نزدیک تو تمام ''عیدیں'' ''عید میلادُ النبی ﷺ'' کا صدقہ ہیں۔ اگر رسول کریم ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نہ ''عید الفطر'' ہوتی اور نہ ہی ''عید الاضحیٰ'' اور نہ ہی ''جمعتہ المبارک'' کو عید بنایا جاتا۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ'' اور ۵۲ ''عیدیں'' یعنی ''جمعتہ المبارک'' کی یہ ۵۴ عیدیں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی ''عید'' کے صدقہ میں ہمیں عطا ہوئی ہیں۔

پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عید کی خوشی کی تفصیل کے بیان میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خشک روٹی کھاتے دیکھا اُس شخص نے عرض کیا آج تو ''عید'' کا دن ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: آج

اُس کی ''عید'' ہے جس کے روزے قبول ہوئے اور گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور فرمایا: **الیوم لنا عید و غدا لنا عید و کل یوم لا نعصی اللہ فیہ فھو لنا عید** [1] ''ہماری آج بھی عید ہے اور کل بھی ہماری عید ہے اور جس دن ہم گناہ نہ کریں اس دن بھی ہماری عید ہے''

بعض لوگ ضد برائے ضد، جماعتی انا اور مسلکی بندشوں کی بناپر عید میلاد النبی ﷺ کہنے والوں کے ساتھ انتہائی سوقیانہ انداز میں طعن و تشنیع کرتے ہیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو ہر دن کو عید فرماتے ہیں۔ خواہ مخواہ عید میلاد النبی ﷺ سے جلنے کا کیا فائدہ؟ حضور خاتم النبیین ﷺ جن کی مبارک خاکِ پا کا صدقہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر کلمہ گو کو قلب سلیم نصیب فرمائے۔

سوال: کیا عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں جلسے جلوس جائز ہیں؟

جواب: جائز ہیں۔ اس لئے کہ ذکر میلادُ النبی ﷺ قرآنِ مجید و احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے بلکہ ذکر میلادُ النبی ﷺ وہ ذکر ہے جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی کیا اور اُن کے ذکر کا تذکرہ خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور رسول کریم ﷺ نے جو باتیں اِرشاد فرمائیں وہی علمائے اہلسنّت و جماعت بیان کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اُس وقت بھی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک خاتم النبیین ﷺ لکھا ہوا تھا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں، میں دعائے ابراہیم علیہ السلام اور بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ میں اپنی والدہ کا وہ نظارہ ہوں جو اُنہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ اُن کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس

---

[1] غنیۃ الطالبین مترجم عربی اردو (۴۰۹ چھاپہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور)۔

ہے اُن کیلئے شام کے محل چمک گئے''۔ ۵؎

قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی سورۃ الصف کی آیت نمبر ۶ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ؕ مولوی محمد جوناگڑھی صاحب غیر مقلد نے اس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ کیا ہے: ''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے (میری قوم) بنی اسرائیل، میں تم سب کی طرف اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا رسول (علیہ السلام) ہوں مجھ سے پہلے اترنے والی کتاب توراۃ کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں، جن کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے''۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولوی صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں ''عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری سنائی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَشَارَۃُ عِیْسٰی یعنی میں اپنے باپ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی دُعا اور (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت کا مصداق ہوں''۔ احمد فاعل سے اگر مبالغے کا صیغہ ہو تو معنی ہوں گے دوسرے تمام لوگوں سے اللہ کی زیادہ حمد کرنے والا اور اگر یہ مفعول سے ہے تو معنی ہوں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے جتنی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی، کی گئی اتنی کسی کی نہیں کی گئی۔ ۶؎

یہی بات ہے جو ان لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

۵؎ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۷۔ ۱۲۸، ابن حبان حدیث نمبر ۲۰۹۳، ص نمبر ۵۱۲۔ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۲۳۔ ۲۲۲، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۳، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۶۸، جلد ۶ ص ۴۲۵۔ مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۴۵۳۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۳۲۰۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۲۵۳۔ ۲۵۲۔ ۶؎ (فتح القدیر) قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر چھاپ سعودی عرب ص ۱۵۷۳۔ ۱۵۷۲۔

کی خوشخبری کا نام ہی "عید میلاد النبی ﷺ" ہے۔ غور کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے وعظ میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میلادِ مصطفیٰ ﷺ والے وعظ کو قرآنِ مجید میں نازل فرمایا۔

سوال: ایک شخص کہہ رہا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنا ابولہب کی سنّت ہے کہ اُس نے رسول کریم ﷺ کی پیدائش کے دن اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بات کہنے والا دعوت خیر دینے والا نہیں۔ یقیناً ایسا شخص ذہنی طور پر شرارتی آدمی ہے۔ اُس نے یہ کیوں نہ کہا نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار سنّت الٰہیہ اور سنّت انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نہ صرف یہ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے میلادِ پاک کی خوش خبری والی آیت نازل فرمائی ہے بلکہ چند دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کی خوش خبریاں بھی بیان فرمائی ہیں۔

ابولہب کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری کتاب النکاح جلد ۲ ص ۷۶۴ باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم یعنی "رضاعت (دودھ پلانے) کا باب!" میں واقعہ لکھا ہے۔ حدیث شریف کا ترجمہ وحید الزماں صاحب کی کتاب سے پیش کیا جاتا ہے۔ "عروہ راوی نے کہا ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اُس کو آزاد کردیا تھا (جب اُس نے آنحضرت ﷺ) کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب کو دی تھی پھر اُس نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مرگیا تو اُس کے کسی عزیز (کہتے ہیں یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے) نے اُسے خواب میں بُرے حال میں دیکھا' پوچھا کیا حال ہے؟ کیسی گزری؟ وہ کہنے لگا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی (پیر کے دن) اِس میں مل جاتا

ہے۔ابولہب نے اُس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور انگلی کے بیچ میں ہوتا ہے۔یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثوبیہ کو (آنحضرت ﷺ) کی ولادت کی خوشی میں آزاد کردیا تھا"۔ ےِ وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔"مترجم کہتا ہے اس خواب سے بعض لوگوں نے مجلس میلاد کے جواز پر دلیل لی ہے کہ جب ابولہب کے سے سخت کافر کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی کرنے میں عذاب کی تخفیف ہوئی تو مومنوں کو تو آپ ﷺ کی ولادت کی محفل اور خوشی کرنے میں ضرور اجر ملے گا"۔ ۸ِ

حضرت سہیلی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ (حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد، خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بری حالت میں مبتلا ہے اُس نے کہا تم سے جدا ہونے کے بعد میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔سوائے اس کے کہ پیر کے دن مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ کہا، کیونکہ پیر کے دن نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے تو ثوبیہ نے ابولہب کو خوش خبری دی تھی۔ اس خوشی میں اُس نے ثوبیہ کو آزاد کردیا تھا۔ ۹ِ

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ما ثبت من السنۃ میں لکھتے ہیں۔ "ابن جوزی کہتے ہیں کہ جبکہ ابولہب کافر کو جس کی مذمت میں قرآنِ مجید میں سورت آئی۔ اُس خوشی کا یہ صلہ ملا۔ جو اُس نے حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش پر مسرت کا اظہار کیا تھا تو اُن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی اُمت ہو کر آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی کرتے ہیں؟ اور آپ ﷺ کی محبت میں جتنا ہوتا ہے خرچ کرتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! یقیناً خدائے کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہوگی کہ وہ اپنے فضل و کرم سے جنت کے باغوں میں داخل فرمائے گا اور ہمیشہ سے ہی مسلمان حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے

ےِ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۳۱ من وعن۔ ۸ِ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۳۱۔ ۹ِ فتح الباری جلد ۹ ص ۱۸۰۔ عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۹۵ تفہیم البخاری جلد ۸ ص ۵۷۔

مہینے میں محافل (میلاد) کیا کرتے ہیں اور کھانے (شیرینی وغیرہ) پکا کر اس مہینہ کی راتوں میں طرح طرح کے تحفہ جات تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں پر اس عمل کی برکت سے ہر قسم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس محفل میلاد کے خصوصی مجربات میں سے یہ ہے کہ وہ سال بھر تک امان پاتے ہیں اور حاجت روائی، مقصود براری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تبارک وتعالیٰ اُس شخص پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلادِ پاک کے دن کو عید بنایا تاکہ جس کے دل میں روگ اور عناد ہو وہ اس میں اور سخت ہو۔ ۱؎

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں میلاد وولادت کا ذکر کیا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں میلاد، ولادت، اولاد، والد، والدین، والدہ، مولود کا ذکر کیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام مجید کا یہ انتہائی پسندیدہ اور برکتوں اور شادمانیوں والا مضمون ہے۔

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے کے پیدا ہونے سے خوش ہوتا ہے؟

جواب: یقیناً خوش ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے بندے جو اُس کی شان الوہیت وربوبیت کی پہچان ہیں۔ اُن کے میلاد سے خوش ہوتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار فرماتا ہے۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ کیسے خوشی کا اظہار فرماتا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے خوشی کا اظہار فرماتا ہے، ملاحظہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (والصفات: ۱۰۰) "اے میرے پروردگار مجھے صالح اولاد عطا فرما"۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ (والصفات: ۱۰۱) "اور ہم نے اُسے ایک عقل مند لڑکے کی خوشخبری سنائی"۔

سوال: کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت پر بھی خوشی کا اظہار فرمایا گیا ہے؟

۱؎ ما ثبت من السنة ص نمبر ۱۰۲۔ ۱۵۵، اردو بمعہ عربی چھاپہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

جواب: جی ہاں!

سوال: کون سے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں چند انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کا ذکر اور ولادت کے ذکر کے ساتھ اپنی شان کے مطابق اظہارِ خوشی بھی فرمایا ہے۔

(۱)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو بیٹے اور پوتے کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔

جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کو تباہ کرنے کیلئے آئے تو پہلے اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس قیام کیا اور بتایا: اِنَّآ اُرۡسِلۡنَآ اِلٰی قَوۡمِ لُوۡطٍ ؕ (ھود: ۷۰) ''ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ ہنس پڑیں تو فرشتوں نے مائی صاحبہ سے کہا (جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم نے فرمایا): فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ ۙ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ یَعۡقُوۡبَ ○ (ھود: ۷۱) ''اور ہم نے اُسے (حضرت) اِسحاق (علیہ السلام) کی ولادت کی خوشخبری سنائی (اور یہ بھی خوشخبری سنائی کہ پہلے تیرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوگی پھر (پوتے حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کی''۔ حضرت بی بی سارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے ولادت کی خبر سننے کے بعد تعجب کا اظہار کیا کہ میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہوگا؟ میں تو بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی اچنبھے کی بات ہے۔ تو فرشتوں نے جواباً کہا (اے ابراہیم علیہ السلام کی) اہلِ بیت، اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام پر تعجب کرتی ہو یہ تو تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں''۔ (ھود: ۷۲۔۷۳)

(۲) حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری، مبارک اور بشارت عطا فرمائی۔ (آلِ عمران: ۳۹)

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کی خوشخبری والی آیات روشنی اور ایمان کی تازگی کیلئے ملاحظہ کریں۔

(۳)۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت (آلِ عمران: ۳۹، مریم: ۷)

(۴)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت (آل عمران: ۴۵)

(۵)۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت (الحجر: ۵۳، الصافات: ۱۰۱، الذاریات: ۲۸)

مذکورہ بالا آیات میں خود خالق کائنات نے اپنی طرف سے فرشتوں کے ذریعے محولہ بالا انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت پر اُن کے والدین کو خوشی کا پیغام عطا فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد شریف بیان فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی (حضرت عمران کی بیوی) سے بات شروع کی۔ اُن کی نذر کو بیان فرمایا پھر بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کا ذکر، اُن کی کفالت کا بیان، اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا ظہور، بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت کا ظہور، بے موسم کے پھلوں کا ملنا۔ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عارفانہ گفتگو اور حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کرامت اور قدرتِ خداوندی کے ظہور کے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے ''اولادِ طیبہ'' کی طلب کیلئے دُعا کرنا اور ربِ ذوالجلال کا ملائکہ کے ذریعے حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری، بشارت اور مبارک باد کا پیغام عطا فرمانا نیز پیدائش سے پہلے علم عطا فرمانا، کہ وہ بیٹا ہوگا، اُس کا نام یحییٰ رکھنا اور ہونے والے پیارے بیٹے کی صورت اور سیرت، مستقبل کے کردار اور حالات کو بیان فرمانا یہ سب چیزیں ذکرِ ولادت میں شامل ہیں۔ (سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۳۵ سے لے کر ۴۱ تک)۔

ایسے ہی حضرت عیسیٰ ابن مریم روح اللہ علیہ السلام کی ولادت شریف کو سورت آل عمران کی آیت نمبر ۴۲ سے لے کر آیت نمبر ۶۰ تک اور سورت مریم کی آیت نمبر ۱۶ سے لے کر آیت نمبر ۳۶ تک ملاحظہ فرمائیں۔

اگر آپ فرقہ پرستی سے بچے ہوئے ہیں تو قرآنِ مجید میں آپ کو انشاء اللہ

العزیز، انبیاء کرام علیہم السلام کے ذکر ولادت شریف ، ماضی، حال اور مستقبل کی خبریں ولادت کے موقع کے واقعات، پیدا ہونے والوں کی شان، اُن کے کمالات اور معجزات اور برکتوں کا ذکر بھی ملے گا نیز جب آپ تعصب سے بچے ہوئے ہوں گے تو پھر آپ کو میلادُ النبی ﷺ اور سیرتُ النبی ﷺ کے عنوانات سے نہ تو چڑ ہوگی اور نہ ہی شرک و بدعت کی بو آئے گی بلکہ محبت ہی محبت اور نور ہی نور حاصل ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس قسم کے جھگڑالو اور بے خوف لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے جو بات کرتے وقت سوچتے نہیں کہ ہم اپنی ایک تولے کی زبان سے کتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں اور وہ بات واپس آنے کی نہیں ہوتی۔ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کی خوش خبریاں ربِ ذوالجلال نے قرآنِ مجید میں بیان فرمائی ہیں وہ تمام کی تمام فرشتوں کے ذریعے ہیں اور جب سب انبیاء کرام علیہم السلام کے امام حضرت محمد ﷺ کے میلاد شریف کو بیان کرنے کی باری آئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے میلادُ النبی ﷺ کی بشارت عطا فرمائی۔

سوال: کیا میلادُ النبی ﷺ کے موضوع پر جلسہ یا تقریر کا اہتمام کرنا چاہیے؟

جواب: کیوں نہیں! بلکہ دھوم دھام سے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ کی سنت ہے۔ دیکھو! قرآنِ مجید سب سے بڑی، عظیم اور خوبصورت وعظ کی کتاب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۝ (یونس:۵۷) ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت (وعظ کی کتاب) آئی ہے اور دلوں کی صحت، ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت''۔

جو لوگ میلادُ النبی ﷺ اور میلاد کانفرنس کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں یہ سب لوگ یا تو قرآنِ مجید اور تعلیماتِ اسلامیہ سے بالکل بے خبر ہیں یا فرقہ پرست

اور متعصب ہیں۔ کتنے غم اور دکھ کی بات ہے کہ میلاد النبی ﷺ کے ذکر کو ناجائز سمجھتے ہیں اور بدعت کہتے ہیں۔ اُن لوگوں کا یہ عمل صرف اسی بات تک محدود نہیں بلکہ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھی خلاف ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا میلاد بیان فرماتا ہے اور یہ لوگ ذکر میلاد سے نفرت کرتے ہیں۔

سوال: ''ذکر میلاد'' کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: ''ذکر میلاد'' کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے سنّتِ الٰہیہ ادا ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیّت، وحدانیت اور ازلیت و صمدیت کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال: وہ کس طرح؟

جواب: وہ اس طرح کہ جس کا میلاد بیان ہوتا ہے اس کا ذکر یہ بتاتا ہے کہ یہ ہستی وہ ہے جس کی ابتداء ہے اور یہ وہ ہستی ہے جو الٰہ نہیں کیونکہ جو الٰہ ہے وہ ازلی ابدی ہے اور لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے۔

سوال: کیا رسول کریم ﷺ کی ولادتِ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے اور شکر کے اظہار کیلئے میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کا جلسہ کرنا درست ہے؟

جواب: ہاں! کیوں نہیں! رسول کریم ﷺ کی ولادتِ پاک زبردست شکر کا تقاضا کرتی ہے اور شکر کا اظہار ذکر و عمل سے ہونا چاہیے۔ اس کا عملی نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے ملتا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ذکر میلادِ پاک مصطفیٰ ﷺ والی رباعی کتنا روشن ثبوت ہے اور رباعی اپنے ہر حرف سے یہ واضح کرتی ہے کہ اسے رسول کریم ﷺ کی موجودگی میں پڑھا گیا تھا۔ اور وہ کیا سماں ہوگا کہ رسول کریم ﷺ خود اپنے میلادِ شریف والی نعت شریف کی سماعت فرما رہے ہوں گے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے رخ زیبا اور ذات مقدسہ کی طرف اشارہ کر کے عرض کر رہے ہوں گے۔

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

نشر الطیب (ص نمبر ۹۔۱۰ اچھاپہ تاج کمپنی لاہور) میں اشرف علی تھانوی صاحب دیو بندی نے لکھا ہے۔ ''جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ ﷺ کی مدح کروں (نعت پڑھوں) (چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی مدح خود طاعت ہے اس لئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے منہ مبارک کو سلامت رکھے' تو اُنہوں نے عربی میں جو نعت شریف پڑھی اُس کے دو اشعار یہ بھی ہیں۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض
وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء
وفی النور سبل الرشاد نخترق

''جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ ﷺ کے نور سے آفاق منور ہوگئے۔ سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کررہے ہیں''۔

سوال: کیا قرآنِ مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت پر شکرانہ ادا کرنے کا ذکر آتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ دو بیٹے (یعنی حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام) عطا فرمائے' وہ دونوں نبی علیہما السلام ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شکرانہ بھی ادا کیا اور اللہ تبارک و

تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر بھی کیا اور دُعائیں بھی فرمائیں کہ:-

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِo رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ صلے ق رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِo رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُo (ابراہیم:۳۹۔۴۱)

''سب تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) اور (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) عطا فرمائے۔ بیشک میرا رب دُعا سننے والا ہے۔ اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب اور میری دُعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

سوال: کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے شکرانے کا بھی قرآنِ مجید میں ذکر آتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ملاحظہ فرمائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِo (ابراہیم:۲۸) ''کیا تم نے اُنہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی نعمت، ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا''۔ اس میں نعمت سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھیں!۱

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعمت الٰہیہ ہیں تو دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْo (الضحیٰ:۱۱) ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کا زبان سے، عمل سے اور

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۵۶۶۔ فتح الباری جلد ۷ ص ۳۸۵۔۳۸۶۔ عمدۃ القاری جلد ۹ ص ۹۲۔ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۵۱۔ تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۳۸، ۳۷۔

حال سے ذکر کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں پر انعام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا (آل عمران:۱۶۴)

''بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا (ﷺ)''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضور ﷺ کائنات پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور بہت بڑی رحمت ہے۔ فضل ورحمت کے شکرانے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط (یونس:۵۸)

''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرما دیں کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہی کا فضل اور اُسی کی رحمت ہے اور چاہئے کہ اس پر خوشی کریں۔'' رسول کریم ﷺ اور قرآنِ مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل اور رحمت ہیں۔ لہٰذا ربیع الاول شریف میں خصوصی اہتمام کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی ولادت با سعادت کی خوشی منانا اور رمضان المبارک کے مہینہ میں نزول قرآنِ مجید کا جشن منانا بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ کتنا عجیب واقعہ ہے کہ بعض لوگ جشن نزول قرآن تو مناتے ہیں مگر صاحب قرآن، امام المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جن کی برکت سے قرآنِ مجید ملا، اُن کی ولادت پر خوشی کے اظہار پر ناراض ہو جاتے ہیں۔

سوال: کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شکرانہ ادا کرتے وقت جن کی ولادت ہو اُس کا بھی ذکر کیا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسے ہی ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب میں رسول کریم ﷺ نے اپنی ولادت با سعادت کا ذکر فرمایا: فیہ ولدت وفیہ انزل علی ۲؎ ''میں اس

۲؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۹۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۹۹۔ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۹۳۔ دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۳۳

دن پیدا ہوا اور اُس دن مجھ پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا''۔

سوال: کیا وہ مسلمان جو عید میلادُ النبی ﷺ مناتے ہیں وہ یوم میلادُ النبی ﷺ کا روزہ رکھ سکتے ہیں یا رکھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! روزہ رکھ سکتے ہیں اور بے شمار ایسے لوگ ہیں جو پیر کے دن روزہ رکھتے ہیں اور اپنے آقا ﷺ کی سنّت ادا کرتے ہیں۔

سوال: اکثریت تو روزے نہیں رکھتی؟

جواب: بھائی یہ روزہ فرض تو نہیں، اُمت کیلئے پیر کا روزہ نفلی ہے۔ پھر آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ چاند کی تاریخ کے حساب سے دن بدل بدل کر آتے ہیں ۱۲ ربیع الاول شریف کی تاریخ کبھی ہفتہ، کبھی اتوار کو، کبھی منگل، بدھ اور جمعتہ المبارک کو آتی ہے۔ اس دن لوگ روزہ نہیں رکھتے۔ ہاں البتہ ۱۲ ربیع الاول شریف ''پیر'' کو آتی ہے تو اکثر لوگ روزہ بھی رکھ لیتے ہیں۔

سوال: کیا عید کو روزہ رکھنا ناجائز نہیں؟

جواب: عزیزم عید میلادُ النبی ﷺ وہ عید نہیں جو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی طرح ہو۔ یہ ''عید'' لغوی معنوں میں ہے۔ بمعنی نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کے۔

سوال: کہتے ہیں عید کو شیطان روزہ رکھتا ہے؟

جواب: وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہے جس کے بارے میں حدیث شریف میں روزہ رکھنے کی ممانعت آتی ہے۔ عید میلادُ النبی ﷺ ایسی ''عیدوں'' میں سے ایک ''عید'' ہے۔ جس طرح جمعتہ المبارک کے دن کو ''عید'' کا دن فرمایا گیا ہے۔ مقام غور ہے رمضان المبارک میں ہر سال چار یا پانچ ایام جمعتہ المبارک آتے ہیں۔ تمام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ جمعتہ المبارک کا دن عید کا دن ہوتا ہے۔ پھر بھی رمضان المبارک کے سارے ایام جمعتہ المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور کوئی نہیں کہتا کہ جمعتہ المبارک کو روزہ نہ رکھو یہ دن ''عید'' کا دن ہے اور عید کے دن شیطان روزہ رکھتا ہے بلکہ اس دن مسلمان دوسرے دنوں کے مقابلے میں رمضان

المبارک میں خوب اہتمام کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی عید میلاد النبی ﷺ کے دن کا روزہ ہے۔ جس کے رکھنے پر شرعاً کوئی فتویٰ نہیں۔ جب خود رسول کریم ﷺ روزہ رکھا کرتے تھے، تو اعتراض کی کیا بات؟ اور جو روزہ نہ رکھے اُس پر شکوہ بھی نہیں ہوتا۔ ممانعت صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزے کی ہے اور عید الاضحیٰ کے دن کے ساتھ ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذی الحجہ کی بھی۔

میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں کھانا پکانا:

سوال: عید میلاد النبی ﷺ کے دن اکثر لوگ دیگیں پکاتے ہیں اور اس نیاز کو رسول کریم ﷺ کی نیاز کا نام دیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جو لوگ عید میلاد النبی ﷺ کے دن دیگیں پکاتے ہیں اور لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس دن ہمارے نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے تو اس خوشی میں یہ اہتمام کرتے ہیں یہ ہر حال میں جائز ہے بلکہ خوب بڑھ چڑھ کر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ عمل پسند ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلایا جائے۔ خوشی میں کھانا کھلانا ویسے بھی سنّت اور جائز ہے۔ رہا یہ کہنا کہ یہ رسول کریم ﷺ کی نیاز ہے تو اس سلسلہ میں گذارش ہے اس نیاز سے مراد "نذرانہ" ہے اور نذرانہ وہیں پیش کیا جاتا ہے جہاں محبت ہوتی ہے۔

سوال: کیا یہ نیاز نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے جبکہ دیکھنے میں اور تجربہ میں بات آئی ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ جو دیگیں وغیرہ پکائی جاتی ہیں وہ تو سب کچھ لوگ کھا جاتے ہیں؟

جواب: یہ درست ہے۔ آپ ﷺ تک بطور ہدیہ اور تحفہ پہنچتا ہے۔ اِس کی مثال قرآنِ مجید سے لی جاسکتی ہے۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط (الحج: ۳۷)۔ "اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہرگز (قربانی کے جانوروں کا) گوشت اور خون نہیں پہنچتا، ہاں! تمہاری پرہیزگاری اُس تک باریاب ہوتی ہے"۔ سب کچھ تو لوگ کھا جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دل کا

خلوص اور تقویٰ قبول ہوتا ہے۔

ہاں البتہ کبھی عالم ارواح میں وہ چیزیں پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلب سلیم اور نور ایمان سے مزین فرمایا ہے۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ **در الثمین فی مبشرات النبی الامین** ﷺ اُس میں نقل فرماتے ہیں۔

واقعہ نمبر ا:

الحدیث الثانی والعشرون اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اضع فی ایام المولد طعاما صله بالنبی ﷺ فلم یفتح لی سنه من السنین شئی اضح به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته بین الناس فراینه ﷺ وبین یدیه هذه الحمص متبهجا بشاشا [۱۳]

''میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی فرمایا کہ میں میلادِ پاک کی خوشی میں میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا، ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر بھنے ہوئے چنے، وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کیے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ ہشاش بشاش ہیں''۔

واقعہ نمبر ۲:

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھتے ہیں۔

وتمام متعلقان او از خدمت گاراں وغیرہم ھمہ نصف شب اخر برای تہجد برمی خاستند وتا وقت چاشت درمنزل او جز باشارت دست وزبان کارنمی شد از

---

[۱۳] مترجم ص ۴۰، (چھاپہ سنی دارالاشاعۃ علویہ ڈچکوٹ روڈ فیصل آباد)۔

جہت مشغولی اوراد و نوافل گو یند کہ وے را شب جمعہ بروح مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می پختند کہ بر ہر برنجی سہ کرت قل ھو اللہ احد خواندہ می دمیدند [۲۸] اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد نماز تہجد پڑھنے اٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و ظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعتہ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسول کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔

سوال: بعض لوگ عید میلادُ النبی ﷺ کے عنوان سے جلسے اور کانفرنسیں کرتے ہیں اور بعض سیرتُ النبی ﷺ کے عنوان سے جبکہ سیرتُ النبی ﷺ کی کانفرنسیں اور جلسے کرنے والے عید میلادُ النبی ﷺ کے عنوان سے جلسے اور کانفرنسیں کرنے والوں کو شرک اور بدعتی کہتے ہیں، کیا ایسا کہنا درست ہے؟

جواب: ایسا محض مخالفت برائے مخالفت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے۔ پہلی بات دیکھنے والی تو یہ ہے کہ میلادُ النبی ﷺ اور سیرتُ النبی ﷺ کے جلسہ میں کن کا ذکر ہوتا ہے، جب ذکر، ذکر مصطفی ﷺ ہے تو مخالفت ضد کی بنیاد پر ہے۔ میلادُ النبی ﷺ کے جلسے اور کانفرنسیں کرنے والوں کو شرک اور بدعتی کہنا سوائے بے علمی، تعصب، بغض اور فرقہ واریت کے قوم کو کچھ نہیں دے رہا۔ بھلا سوچو تو سہی عید میلادُ النبی ﷺ کے جلسے کرنے والے یہی تو کہتے ہیں۔ جیسا کہ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی قطب جلی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے لکھا ہے۔

ایہہ دھرتی نہ ہوندی نہ اسمان ہوندا
جے پیدا نہ عرشاں دا مہمان ہوندا

---

[۲۸] اخبار الاخیار ص ۲۲۷ فارسی۔

یعنی نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے ہیں اور جو پیدا ہو وہ الہٰ نہیں ہوسکتا ہے۔
میلادُ النبی ﷺ کے جلسے اور کانفرنسیں کرنے والے تو پکے توحید پرست ہیں اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے داعی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو لم یلد او رولم یولد ہے۔

بارہ ربیع الاول تے دن پیر دا آیا
سوہنا پاک محمد ﷺ مائی آمنہ جایا

میلادُ النبی ﷺ اور سیرتُ النبی ﷺ کے عنوان سے جلسے اور کانفرنسیں ہر لحاظ سے جائز اور درست ہیں۔ عید میلادُ النبی ﷺ کا عنوان تو احادیث مبارکہ کی کتابوں میں مقرر ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ باب ماجاء فی میلادُ النبی ﷺ ''باب عید میلادُ النبی ﷺ کے بیان میں''۔ ۱۵؎

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں جلسوں وغیرہ کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا جائز نہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: یہ سب ناجائز گفتگو ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دن اور وقت مقرر کرنا جائز نہیں وہ خود سارے کام دن اور وقت مقرر کرکے کرتے ہیں۔

سوال: کیا رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میلادُ النبی ﷺ یا سیرتُ النبی ﷺ کے جلسے کیے؟

جواب: جی ہاں! چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ اپنے میلادِ پاک اور سیرت کے موضوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماعات میں خطابات فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپس میں ان موضوعات پر خطاب فرماتے۔

(۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے شاید انہوں نے کچھ سنا تھا تو نبی کریم ﷺ نے منبر (شریف) پر کھڑے ہوئے (لوگوں سے خطاب فرمایا) فرمایا میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض

۱۵؎ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۳۔

کیا آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں تو پھر رسول کریم ﷺ نے خطاب فرمایا:-

''میں محمد ﷺ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اُن میں سے اچھوں میں بنایا پھر اُن اچھوں کی دو جماعتیں کیں تو مجھے اُن میں سے اچھی جماعت میں بنایا پھر اُن اچھوں کے کئی قبیلے کئے تو مجھے اچھے قبیلے میں بنایا پھر اُن اچھے قبیلوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا تو میں اُن سب میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں۔'' [۱]

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ کر رہے تھے۔ بیٹھے ہوئے تھے پھر حضور ﷺ تشریف لائے یہاں تک اُن حضرات کے قریب ہوگئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا تو اُن میں سے بعض نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا۔ دوسرے صاحب بولے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ ایک اور صاحب بولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلمہ اور اُس کی روح ہیں ایک اور نے خطاب کیا وہ کہنے لگا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے برگزیدہ کرلیا۔ تب اُن کے پاس رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور خطاب فرمایا: میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا ہے۔ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں، وہ واقعی ایسے ہیں مگر خیال رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں فخریہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے سوا تمام انبیاء و رسل علیہم السلام ہوں گے۔ میں فخریہ نہیں کہتا۔

---

[۱] ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۱، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۴۷، در منثور جلد ۳ ص ۲۹۵۔۱۴۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۴۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۴۰۹، ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۲۵۔

میں پہلا شفاعت کرنے والا اور قیامت کے دن مقبول الشفاعت ہوں گا۔ میں فخریہ نہیں کہتا۔ میں سب سے پہلے جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت کا دروازہ کھولے گا پھر اُس میں مجھے داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے۔ میں فخریہ نہیں کہتا۔ میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سب سے زیادہ عزّت والا ہوں۔ یہ میں فخریہ نہیں کہتا۔ ۱۷

(۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ حسن مصطفیٰ ﷺ پر خطاب فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا سر مبارک اور داڑھی شریف کے اگلے حصہ کے کچھ بال سفید ہو چکے تھے (سر انور میں چودہ اور داڑھی شریف میں پانچ بال مبارک سفید تھے) جب آپ ﷺ تیل لگاتے تو ظاہر نہ ہوتے تھے اور بال مبارک بکھرے ہوتے تو ظاہر ہوتے کہ داڑھی شریف میں بہت بال تھے تو ایک آدمی بولا کہ رسول کریم ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا۔ فرمایا: نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا اور قدرے گول اور میں نے مہر نبوت آپ ﷺ کے کندھے شریف کے پاس دیکھی کبوتری کے انڈے کی طرح تھی جسم اطہر کے ہم رنگ تھی۔ ۱۸

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ چمکدار رنگت والے تھے۔ آپ ﷺ کا پسینہ شریف گویا موتی تھا۔ جب چلتے تھے تو طاقت سے چلتے تھے اور میں نے موٹا باریک ریشم رسول کریم ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک سے زیادہ نہ چھوا (یعنی آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک ریشم سے بھی زیادہ ملائم اور نرم تھا) اور نہ مشک وغیرہ کو سونگھا جو حضور ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار تھی (یعنی رسول کریم ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو مشک وغیرہ سے بھی پیاری تھی)۔ ۱۹

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خطاب فرماتے ہیں:

---

۱۷ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۲، درمنثور جلد ۲ ص ۲۳۰، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۱ (آخری حصہ) دارمی جلد ۱ ص ۲۶۔ ۱۸ مشکوٰۃ، مسلم، شرح السنۃ مختصراً جلد ۷ ص ۱۹۔ ۱۹ مسلم جلد ۲ ص ۲۵۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۲۸، دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۲۵۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۸۱۶۔ ۱۵۸۲۹۔

''رسول کریم ﷺ نہ تو بہت دراز قد تھے نہ پستہ قد، بڑے سر انور اور داڑھی شریف والے، موٹی ہتھیلیوں اور موٹے قدم مبارک سرخی پلائے ہوئے موٹے جوڑوں والے دراز بالوں کی ڈوری جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ ﷺ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ تو آپ ﷺ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھا''۔ آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ خم دار تھے۔ آپ ﷺ کے کندھوں مبارک کے درمیان مہر نبوت شریف تھی آپ خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ لوگوں میں سخی دل، سچی بات فرمانے والے، ان میں نہایت نرم طبیعت والے اور اُن میں بہت اچھے برتاؤ والے۔ جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا تو آپ ﷺ سے ہیبت کرتا جو آپ ﷺ کو گلے مل جاتا تو آپ ﷺ سے محبت کرتا۔ یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ﷺ''۲۰

''آپ ﷺ کا نعت کو کہتا تھا کہ میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد دیکھا''۔

(۶) اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ ''رسول کریم ﷺ نہ تو بری باتیں کرتے نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ لیکن معاف دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔''۲۱

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ خطاب فرماتے ہیں۔ ''نبی کریم ﷺ بیماروں کی بیمار پرسی فرماتے تھے۔ جنازوں کے ساتھ جاتے تھے۔ غلام کی دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ دراز گوش پر سوار ہوتے تھے۔''۲۲

---

۲۰ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۶ ۔ ۲۲، مسند احمد جلد ۷ ص ۱۱۷ ۔ ۱۱۶ ۔ ۹۶، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۰۶، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۵۵، ترمذی جلد ۲ ص ۲۵۵ ۔ ۲۱ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۳، ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۱، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۳۶ ۔ ۲۴۶ ۔ ۲۲ ترمذی کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۰۱۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۲۷۸۔

(۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ’’رسول کریم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا اور آپ ﷺ اپنا چہرہ مبارک اُس کے چہرہ کی طرف سے نہ پھیرتے تھے جب تک وہ اپنا چہرہ رسول کریم ﷺ کے چہرہ مبارک سے نہ پھیرتا اور رسول کریم ﷺ کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ رسول کریم ﷺ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھے ہوں۔‘‘ ۴۴؎

محولہ بالا احادیث مبارکہ میں کسی میں خطاب میلادُ النبی ﷺ سے اور کسی میں خطاب سیرتُ النبی ﷺ ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ اپنے فرقے کی بقا کیلئے فساد نہ پھیلائیں بلکہ دل و جان سے رسول کریم ﷺ سے محبت کرتے ہوئے میلادُ النبی ﷺ اور سیرتُ النبی ﷺ کے عنوانات کو حرز جان بنائیں محبت و الفت کے پیغام کو پھیلائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا، نبی کریم ﷺ کی نعت وتوصیف میں رطب اللسان رہیں۔ عظمت و وحدانیت خدا اور تعظیم و شان مصطفیٰ ﷺ کو اصل الاصول اور ایمان کی جان سمجھیں۔ اسی میں بقا اور اسی میں فلاح وکامیابی ہے۔

سوال: بعض لوگ عید میلادُ النبی ﷺ کے موقعہ پر ڈھول ڈھمکے باجے گاجے اور ناچ گانے میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اُن کے متعلق کیا کہنا چاہئے؟

جواب: یہ لوگ بے علم اور نادان ہیں، علماء کرام کا فرض ہے کہ لوگوں کو بری باتوں سے روکیں اور اچھی بات کی تعلیم دیں۔ جو لوگ اِس پاکیزہ تہوار میں لغویات میں مبتلا ہیں وہ کسی جماعت کے قائد نہیں ہیں۔ نفس کے تابع ہیں اُن کو دعوتِ خیر اور اصلاح احوال کی تعلیم دینی چاہئے۔

سوال: اگر یہ جلسے جلوس بند کر دیئے جائیں تو کیا برائی خود بخود ختم نہیں ہوسکتی؟

جواب: جلسے جلوس بند کرنے کی بجائے برائی کو ختم کرنا چاہئے۔ جلسے جلوسوں سے تو تبلیغِ دین اور عظمت وشان مصطفیٰ ﷺ کا موقع میسر آتا ہے۔ اگر اس بات کو

۴۴؎ مشکوٰۃ ص نمبر ۹، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۴۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۷۱۶، دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۲۴۔

مان لیا جائے کہ جلسے وغیرہ ختم کردیئے جائیں تا کہ بُرائی نہ ہو۔تو پھر یہ طویل فہرست تیار ہوجائے گی ۔ مثلاً بعض لوگ وی۔سی آر، ڈش ،شراب، جوا، بدکاری وغیرہ پیسے کے بل بوتے پر کرتے ہیں۔تو چاہئے کہ یہ لوگ کاروبار بند کردیں پیسہ کمانا چھوڑ دیں ملازمتیں ترک کردیں تا کہ نہ پیسہ ہو اور نہ مذکورہ بالا برائیاں ہوں۔ کیا ایسا کیا جا سکتا ہے؟ یقیناً نہیں بلکہ بُرائی کے خلاف جہاد کیا جائے جو علماء کرام میلادُ النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے موقعوں پر خطابات کرتے ہیں۔وہ بُرائیوں کے خلاف تقاریر کریں اور اچھی باتوں کی دعوت بھی دیں۔

سوال: کیا عید میلادُ النبی ﷺ کے موقعہ پر چراغاں کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! جائز ہے۔

سوال: کیا یہ فضول خرچی نہیں؟

جواب: نہیں۔فضول خرچی بُرے کاموں میں ہوتی ہے اچھے کاموں میں فضول خرچی نہیں ہوتی ۔ یاد رکھیں نیکی میں فضول خرچی نہیں اور فضول خرچی میں نیکی نہیں۔غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کردیا تھا جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان پیش کردیا تھا۔رسول کریم ﷺ نے کسی کو بھی فضول نہیں فرمایا تھا۔کیا خوب ہے؟ جو شخص رسول کریم ﷺ کے ذکرِ پاک کیلئے پیسہ خرچ کرے وہ فضول خرچ اور جو اپنی جماعت کی مشہوری کیلئے لاکھوں کی تعداد میں اشتہار چھاپے بڑے بڑے سائن بورڈ اور چلو چلو مرید کے چلو، چلو چلو سیالکوٹ چلو کے لاکھوں بینرز آویزاں کرے وہ نہ تو بدعتی اور نہ ہی فضول خرچ۔کیا یہی تعلیم اسلام اور عقیدۂ توحید ہے۔دراصل بات یہ ہے کہ جن کے دل میں روگ ہے جو شانِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرنے کے مخالف ہیں۔اُن کو ذکرِ مصطفیٰ ﷺ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز شرک و بدعت نظر آتی ہے۔ہدایت نصیبوں سے ملتی ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہلسنّت و جماعت حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان کرنے میں مبالغہ اور غلو سے کام لیتے ہیں۔ مبالغہ اور غلو کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جو لوگ ایسا کہتے ہیں اُن بے چاروں کو مبالغہ و غلو کا معنی نہیں آتا۔ ''مبالغہ'' عربی کا لفظ ہے اور مذکر ہے، جس کے معانی ہیں زیادہ گوئی، رائی کا پہاڑ بنانا۔ معمولی سی بات کو بہت سی طوالت دے کر بیان کرنا یا کسی کام میں سخت کوشش کرنا۔

''غلو'' یہ بھی عربی کا لفظ ہے اور مذکر ہے، اس کے معانی ہیں ہجوم، حد سے گزرنا۔ علم معانی کی اصطلاح میں مبالغہ کی ایک قسم جس کی یہ تعریف ہے کہ متکلم کا مدعا حسب عقل و عادت محال ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ذات ہے جو کسی کی عقل میں نہیں آسکتی، اُس کی ذات و صفات انسانی عقل سے وراء ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت و شان کی پہچان ہوتے ہیں۔ اُن کے کمالات اور معجزات انسانی عقل میں نہیں آسکتے۔ جیسی اُن کی شان ہے، اس کی حقیقت و عظمت کو رب ذوالجلال ہی جانتا ہے۔ جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں، اُن کے سینے نورِ ایمان سے منور ہوتے تھے اور منور ہیں۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہم اور اُن کے سچے پیروکار اور جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا انسان سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں، وہ نورِ ایمان سے خالی رہتے تھے اور خالی رہتے ہیں۔ جیسے ابوجہل، ابولہب، عتبہ اور شیبہ وغیرہم اور اُن کے گمراہ پیروکار۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ میری شان میں غلو نہ کرنا۔ اس بات کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ اس طرح ہے:

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے اپنے کانوں سے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ [۲۴]

''میری مدح میں ایسا مبالغہ نہ کرو، جیسے نصاریٰ (عیسائیوں) نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی مدح میں کیا۔ میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندہ ہوں۔ لیکن تم کہو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)''۔ کیا آپ نے کسی عالم دین سے یہ سنا ہے کہ اُس نے ایسا کہا ہو۔ جس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؟۔ اب تفصیل کے ساتھ مبالغہ اور غلو کا معنی سمجھیے:

تطرو، بنا ہے اطراء سے بمعنی مبالغہ کرنا، جھوٹی تعریف کرنا، حد سے بڑھانا یعنی اللہ یا اللہ کا بیٹا یا اللہ کا حصہ کہنا (نعوذ باللہ)۔

محولہ بالا حدیث شریف میں خاص مبالغہ کی ممانعت ہے یعنی جس قسم کا مبالغہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میرے بارے میں وہ نہ کرو''۔

''لا تطرونی'' الا طراء مجاوزة: الحد فی المدح والکذب فیہ، وذلک ان النصاریٰ افرطوا فی مدح عیسیٰ واطرائہ بالباطل وجعلوہ ولداً فمنعھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من أن یطروہ بالباطل [۲۵]

''حد سے بڑھ کر تعریف کرنا اور تعریف کرتے وقت جھوٹی بات کہنا اور عیسائی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں اِفراط سے کام لیتے تھے اور اُن کی جھوٹی تعریف کرتے تھے۔ وہ اُنہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعریف میں باطل انداز اختیار کرنے سے منع فرمایا''۔

اِس حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو مجھے عبدہ ورسولہ کے سوا کچھ نہ کہو۔ لا تطرونی کا مطلب یہ ہے کہ تم باطل

---

[۲۴] بخاری جلد ۱ ص ۴۹۰، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۷۵۸، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۹، درمنثور جلد ۲ ص ۲۴۹، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۴۹۸، مشکوۃ ص ۴۱۷۔ [۲۵] شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۹۔

کلام سے میری مدح نہ کرو۔ جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح کی۔

۱۔ اُن کو الٰہ کہا۔

۲۔ اُنہیں تیسرا خدا کہا۔

۳۔ اُنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیٹا سمجھنے لگے۔

جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں یہ غلو یا مبالغہ تھا۔ سرکارِ کائنات ﷺ تو اضع پسند ہوئے ہیں۔

سرورِ کائنات ﷺ نے ایسی تعریف کو باطل اور حرام قرار دیا ہے۔

حضرت علامہ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

۱۔ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمْ

(۱)۔ وہ مدح چھوڑو جو عیسائیوں نے اپنے نبی (علیہ السلام) کی شان میں کہی (کہ اُنہیں ابن اللہ کہہ دیا) اور اس کے سوا جو کچھ مدح میں کہنا چاہو، حکم لگا کر اور فیصلہ کر کے کہو۔

۲۔ وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

(۲)۔ آپ ﷺ کی ذات کی طرف جو تعظیم و شرافت چاہے نسبت کرو۔ اور آپ ﷺ کے مرتبہ کی طرف جو بھی چاہے عظمتوں کی نسبت کرو۔

۳۔ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

(۳)۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کے فضائل کی کوئی حد نہیں، جو الفاظ فصیح بولنے والا اپنے منہ سے بول سکے۔

سرکارِ کائنات ﷺ کو تمام کمالات، عظیم درجات اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا روایت کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کو اٹھتے بیٹھتے "عبد" یا "عبدہ" ہی کہتے رہو۔ وہ تو آپ ﷺ نے اس بات کے جواب میں بات فرمائی ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا بیٹا وغیرہ کہتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، میں تو اُس کا بندہ ہوں۔

اب اس روایت میں غور فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ (مسجد نبوی شریف) بیٹھے ہوئے تھے، پھر رسول کریم ﷺ تشریف لائے، حتیٰ کہ (پس پردہ) اُن حضرات کے قریب ہو گئے تو اُنہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا، اُن میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا "خلیل" بنایا۔ دوسرے صاحب بولے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے "کلام" فرمایا: ایک اور صاحب بولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کا "کلمہ اور روح" ہیں۔ ایک صاحب کہنے لگے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے "برگزیدہ" فرمایا۔ تب نبی کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے (یعنی پہلے قریب ہونا خفیہ تھا، اب ظاہری طور پر سامنے آگئے) اور آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهٗ آدَمُ وَدُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ ۲۶

---

۲۶ دارمی جلد ۱ ص ۲۶، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۶، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، درمنثور جلد ۲ ص ۲۳۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۷۰، البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۷۰۔۱۶۹۔

''ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا، یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ''خلیل'' ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ سے ''راز کی بات کہنے والے'' ہیں، واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ''روح اور کلمہ'' ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''چن لیا'' اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں (اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری باتیں بیان کرنے کے بعد یہ نہیں کہا کہ میں تو عبد ہوں مجھے عبد ہی کہو۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ یہ تھیں) مگر خیال رکھو، میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ہوں اور میں فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں اُٹھائے ہوں گا۔ جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے سوا تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہوں گے، میں یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا مقبول شفاعت ہوں گا، میں یہ فخر یہ نہیں کہتا، میں ہی پہلا ہوں جو جنت کی زنجیر ہلاؤں گا، تب اللہ تبارک وتعالیٰ جنت کھولے گا، پھر میں اُس میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ فقراء ایمان والے ہوں گے۔ میں یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ میں سارے اگلے پچھلے لوگوں میں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ [۲۷]

''میں تمام رسولوں علیہم السلام کا پیشواء ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا اور میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں آخری ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

---

[۲۷] مشکوٰۃ ص۵۱۴، دارمی جلد۱ ص۲۷، مجمع الزوائد جلد۸ ص۲۵۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۸۴۔ ۳۲۰۵۵۔

مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَھُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَآصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَآمَّۃً ۲۸؎

''مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ میں ایک ماہ کے راستے سے رُعب کے ذریعے مدد کیا گیا ہوں اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ہے کہ میری اُمت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجائے وہ وہیں پڑھ لے اور میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ مجھے بڑی شفاعت دی گئی ہے اور ہر نبی علیہ السلام خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، میں سارے اِنسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۲۹؎

''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں''۔

قوم کا سیّد (سردار) وہ ہے، جس کی طرف قوم مصیبتوں میں پناہ لے اور وہ اُن کی مصیبتیں دفع کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی پناہ اور دافع البلاء ہیں، اس سرداری کا ظہور قیامت کے دن بھی ہوگا اور کوئی اس کا انکار نہ کر سکے گا۔ دنیا دیکھ لے گی وہ دن، اُنہی کا دن ہے، سب اُن کی پناہ لیں گے۔ جو لوگ آج اُن سے فریاد کرنے کو شرک کہتے ہیں' کل وہ بھی اُنہیں سے شفاعت کی بھیک مانگیں گے۔

آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی تمام جہانوں کے لئے پناہ ہیں۔ یہ اُنہیں کی پناہ ہے کہ ہم جیسے گنہگار عذابِ الٰہی سے بچے ہوئے ہیں۔

۲۸؎ مشکوٰۃ ص ۵۱۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۰۱، جلد ۵ ص ۱۴۸۔ ۲۹؎ مشکوٰۃ ص ۵۱۱، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۲، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۵۔

بعض لوگ جہالت کی آگ میں جلتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں غلو پر مبنی قصائد پڑھے جاتے ہیں جس میں رسول کریم ﷺ سے مدد مانگی جاتی ہے اور فریاد کی جاتی ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے: **لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم** (وہ ان الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے کہتے کہ) رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرو، جیسے نصاریٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھا دیا۔

حالانکہ مضمون بالکل واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "الٰہ" کہا، اللہ کا بیٹا کہا، اور تیسرا اللہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے ایسا نہ کہنا"۔

آپ ﷺ نے اس بات کے جواب میں یہ بات فرمائی "**انما انا عبد**" کہ میں بندہ ہوں، "**فقولوا عبد اللہ و رسولہ**" یوں کہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ)۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تم خاتم النبیین نہ کہنا، رحمۃ للعالمین نہ کہنا۔ قائد المرسلین نہ کہنا، رؤف الرحیم نہ کہنا، سیّد العرب والعجم ﷺ نہ کہنا۔۔

جو لوگ نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان سننے سے پریشان ہوتے ہیں اُن کے امام نبی کریم ﷺ کے ارشادِ عظیم کا جو ترجمہ کر سکے وہ اُن کی ایمانی کمزوری اور ذہنی پستی کی غمازی کرتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

غیر مقلدین کے مولوی وحید الزماں نے **لا تطرونی کما اطرت النصاری بن مریم فانما انا عبد فقولوا عبد اللہ و رسولہ** کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:۔

"مجھ کو اتنا مت چڑھاؤ (میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرو) جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام، مریم کے بیٹے کو چڑھا دیا میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور کچھ نہیں۔ یوں کہو اللہ کے بندے اور رسول" (ﷺ)۔

غور کریں وحید الزماں صاحب کو خوفِ خدا نہیں **انما انا عبد** کا ترجمہ

کرتے ہیں ''میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور کچھ نہیں''۔ کوئی ایسے لوگوں کو پوچھنے والا ہے کہ ''اور کچھ نہیں'' کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ جب کہ حدیث شریف میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ ''اور کچھ نہیں'' ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عوام الناس کو گمراہ کردیا اور رسول کریم ﷺ کا ذکر پاک ایک عام انسان کی طرح بیان کرکے آپ ﷺ کی عظمت و شان گھٹانے کی نازیبا اور ناپاک جسارت کی اور بعض سادہ لوح لوگ، ایسے لوگوں کی سازش کا شکار ہو کر برباد ہو گئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ شانِ مصطفیٰ کریم ﷺ بڑھاتا ہے جبکہ یہ لوگ گھٹانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا ہے۔ ''ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ان معنوں میں ہوتا ہے، جیسے قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار'' ''**لا حول و لا قوۃ الا باللہ**'' جبکہ ہمارے نبی کریم ﷺ تو سارے نبیوں علیہم السلام کے سردار اور رحمۃ للعالمین ہیں'' (ﷺ)۔

امام اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اللہ تبارک وتعالیٰ چوبیس گھنٹے صفت وثناء بیان فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o کی تشریح میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

قَالَ اَبُوالْعَالِیَۃِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَاءُ ہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلَآئِکَۃِ [۴۰]

"ابوالعالیہ"[۴۱] نے کہا۔ "اللہ تبارک وتعالیٰ کی صلوٰۃ اور سلام سے یہ مراد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں میں آپ ﷺ کی ثناء (یعنی تعریف) کرتا ہے"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ چوبیس گھنٹے نبی کریم ﷺ کی تعریف کر رہا ہے کیا ہم لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ کریم کب سے تعریف فرمارہا ہے اور کیا کیا تعریفی کلمات فرشتوں کے سامنے بیان فرمارہا ہے؟ ہم لوگ کیا تعریف کرسکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں ہیں جو آپ ﷺ کی عظمت وشان بیان کرسکیں۔ امام اہلسنت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے آپ ﷺ کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ نے "سلام رضا" کے عنوان سے ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار میں آپ کے فضائل وخصائل بیان کئے ہیں۔ حضرت شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے قصیدہ بردہ شریف کے ۱۶۰ اشعار میں سرکار کائنات ﷺ کی عظمتیں بیان فرمائی ہیں، لیکن یہ سب محدود اور اپنے اپنے علم وعقل کے مطابق ہیں۔

خالق کائنات، جس کے کلام کی انتہا ہی نہیں ہے، رب ذوالجلال اپنے کلام وکلمات کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا o (الکھف:۱۰۹)

"(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ) فرمادیں اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہوجائے گا اور میرے رب کی

---

[۴۰] بخاری جلد ۲ ص ۷۰۷۔ [۴۱] یہ ابوالعالیہ وہ بڑے امام ہیں، جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی (تیسیر الباری جلد ۶ ص ۳۱۶)۔

باتیں ختم نہ ہوں گی اگر ہم ویسا ہی سمندر اور اُس کی مدد کے لئے لے آئیں"۔

ربِ کریم کے علوم غیر متناہی ہیں، دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ (لقمان:۲۷)

"اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں، سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اُس کی سیاہی ہوں اور اُس کے پیچھے سات سمندر اور ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی باتیں ختم نہیں ہوں گی"۔

ساری دنیا کے درخت قلمیں بن جائیں اور ساتوں سمندر روشنائی بن جائیں اور تمام ملائکہ اور جن و انس لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے علوم ختم نہ ہوں گے۔ جب ربِ ذوالجلال خود صفت و ثنائے مصطفیٰ کریم ﷺ کر رہا ہے اور یہ سلسلہ چوبیس گھنٹے کروڑوں سال سے جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گا۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی شان ختم ہو سکتی ہے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے برابر ہو سکتی ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ "اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کے ذکر کو آپ (ﷺ) کے لئے بلند فرمایا ہے"۔

رُباعی

نال انگلی دے چن دو کھن کر دا مکے شہر دا بدرِ منیر ویکھو
تو ڑے عمر تے جاوے فاروق بن کے سوہنا بدلدا کیویں تقدیر ویکھو
کھارے کھوہ مٹھاس وچ بدل دیندا لب اوہدے دی شیریں تاثیر ویکھو
ہر تھاں پاک محمد ﷺ دا حسن یوسف کر کے اپنے روشن ضمیر ویکھو

سوال: مہربانی فرما کر نور و بشر کے موضوع پر بھی رہنمائی فرمائیں۔

جواب: ہمارے معاشرہ میں عام طور پر نور و بشر کی بحث چلتی رہتی ہے اور اس بات پر ان پڑھ لوگ بھی طبع آزمائی کرتے رہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بشر ہیں بلکہ کئی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری طرح بشر ہیں اور اس بات پر غور و فکر نہیں کرتے ہیں کہ ہم تو ان پڑھ، گنہگار ہیں اور وہ معصوم اور محبوبِ کائنات، رحمۃ للعالمین و خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ اگر ایسے لوگ ربِ ذوالجلال کے قادر مطلق ہونے پر یقین کر لیں اور یہ جان جائیں اور مان جائیں کہ خالق کائنات کے لئے اگر آسمانوں اور زمین، سورج و چاند اور ستاروں کو بنانا مشکل نہیں۔ نیز اگر یہ لوگ اپنی تخلیق و ولادت پر بھی غور کریں کہ ہمیں ربِ العالمین نے پانی کی بوند سے بنایا ہے تو سارے مسائل حل ہو جائیں۔ مگر قدرتِ الٰہیہ پر ناقص اعتقاد نے لوگوں کو بھٹکا دیا ہے اور کج بحثی میں مبتلا ہیں۔

ربِ ذوالجلال نور کا بشر، بشر کا نور، پانی کا بشر اور جو چاہے بنا سکتا ہے۔

اگر ہم اپنی تخلیق پر غور کریں تو پتا چلے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانی سے ہمارا گوشت، ہڈیاں، دانت، خون اور رگ و ریشے بنائے ہیں اور چھوٹی سی چھوٹی مخلوق مچھر سے لے کر بڑی سے بڑی مخلوق ہاتھی وغیرہ بھی اسی نے بنائے ہیں۔ ملائکہ کو تو خالص نور سے پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اربع عناصر آگ، ہوا، پانی اور مٹی سے بنایا ہے۔ شیطان کو آگ کے شعلے سے تخلیق فرمایا ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی تخلیق و ولادت "بے مثل نوری بشریت" فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق نوری اور ولادت بشری فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کو "نور و بشر" بنایا بھی ہے اور فرمایا بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ (المائدۃ: ۱۵) "بیشک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نور سے مراد رسول یعنی (حضرت) محمد (ﷺ) ہیں۔۳۲ غیر مقلدین کے امام ''شوکانی صاحب'' اپنی تفسیر ''فتح القدیر'' میں ''النور سے مراد (حضرت) محمد ﷺ'' لکھا ہے۔۳۳

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''اہلسنّت و جماعت'' نے رسول کریم ﷺ کے بارے میں ''نور'' ہونے کا عقیدہ گھڑ لیا اور آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ صحیح العقیدہ اہلسنّت و جماعت کے کسی فرد کی کسی کتاب، حکایت و روایت اور تقریر سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ اہلسنّت و جماعت رسول کریم ﷺ کی بے مثل بشریت کے منکر ہیں۔ بلکہ یہ من گھڑت فتویٰ اُن کا اپنا تیار کردہ ہے۔ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ اور مفسر نے نہیں لکھا کہ رسول کریم ﷺ کو ''نور'' ماننا اہلسنّت و جماعت کا من گھڑت عقیدہ ہے۔ بلکہ رسول کریم ﷺ کو ''نور'' ماننا سے ثابت ہے۔ ہر کلمہ گو کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ رسول کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی اور نور و بشر کے امتزاج سے بے مثل ''نور و بشر'' کی صورت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے تخلیق فرمایا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہے۔ اُس کے لئے ''نور'' سے بے مثل نوری بشر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بنانا مشکل نہیں۔

سوال: کیا قرآن مجید یا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ کسی اہل ایمان نے اٹھتے بیٹھتے یہ انداز گفتگو اختیار کیا ہو جو آج کل کے بے خبر لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے تھکتے نہیں؟

جواب: یہ کیا، اُمتیوں میں سے کوئی دوسرا بھی، رسول کریم ﷺ کے نعلین مبارک کے ساتھ لگے ہوئے نورانی ذراتِ مقدس کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ قرآنِ مجید میں ''بشر'' کسے کہا گیا ہے؟ کس نے کہا

---

۳۲ تفسیر ابن عباس ص ۷۲، القمی جلد ۱ ص ۱۶۳، تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۹۷، بیضاوی جلد ۱ ص ۲۶۰۔ ۳۳ فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۱ سطر ۲ چھاپ المکتبۃ العصریہ صیدا بیروت، تفسیر مواہب الرحمان جلد ۲ ص ۱۰۸۔ ۱۹۸۶ء۔

ہے اور کیوں کہا ہے؟ جب آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا پھر نور و بشر کا مسئلہ بھی سمجھ میں آجائے گا۔

قرآنِ مجید میں ''بشر اور بشرا'' کا لفظ ۳۷ مرتبہ آیا ہے۔ یہ لفظ قرآنِ مجید کی مندرجہ ذیل ۲۳ سورتوں میں آتا ہے:

نمبر شمار	سورۃ اور آیت نمبر	نمبر شمار	سورۃ اور آیت نمبر
۱۔	آل عمران: ۷۹۔۴۷۔	۲۔	المائدۃ: ۱۸۔
۳۔	الانعام: ۹۱۔	۴۔	هود: ۲۷۔
۵۔	یوسف: ۳۱۔	۶۔	ابراهیم: ۱۱۔۱۰۔
۷۔	الحجر: ۳۳۔۲۸۔	۸۔	النحل: ۱۰۳۔
۹۔	الاسری: ۹۴۔۹۳۔	۱۰۔	الکهف: ۱۱
۱۱۔	مریم: ۲۶۔۲۰۔۱۷۔	۱۲۔	الانبیاء: ۳۴۔۳۔
۱۳۔	المؤمنون: ۳۴۔۳۳۔۲۴۔	۱۴۔	الفرقان: ۵۴۔
۱۵۔	الشعراء: ۱۸۶۔۱۵۴۔	۱۶۔	الروم: ۲۰۔
۱۷۔	یٰسین: ۱۵۔	۱۸۔	ص: ۷۱۔
۱۹۔	حٰم السجدہ: ۶۔	۲۰۔	الشوری: ۵۱۔
۲۱۔	القمر: ۲۴۔	۲۲۔	التغابن: ۶۔
۲۳۔	المدثر: ۳۶۔۳۱۔۲۹۔۲۵۔		

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ میں سے تخلیقِ بشریت کے حوالے سے چار آیات ہیں۔

(۱)۔ وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ○ (الحجر: ۲۸) ''اور یاد کرو جب آپ (ﷺ) کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ''بشر'' کو کھنکناتی مٹی سے بنانے والا ہوں جو پہلے سیاہ بدبودار کیچڑ تھی''۔

(۲)۔ وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ

تَنْتَشِرُوْنَ ٥ (الروم: ۲۰) ''اور اُس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا پھر جبھی تم انسان (بشر) ہو دنیا میں پھیلے ہوئے''۔

(۳)۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ط وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ٥ (الفرقان: ۵۴)

''اور وہی ہے جس نے پانی سے ''بشر'' بنایا پھر اُس کے رشتے اور سسرال مقرر کیے''۔

(۴)۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ٥ (ص: ۷۱) ''یاد کرو جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا''۔

دیگر چار آیات میں لفظ ''بشر'' حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے ارشاد ہوا ہے:

(۱)۔ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ط (آل عمران: ۴۷) ''عرض کرنے لگی! اے میرے رب میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا؟''۔

اسی طرح سورۂ مریم میں ہے کہ جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

(۲)۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ٥ (مریم: ۱۷) ''پھر ہم نے اُس کے پاس اپنا روحانی (حضرت جبرائیل امین علیہ السلام) بھیجا جو ایک تندرست بشر کی مثل ظاہر ہوا''۔

''اُس نے کہا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں اور تجھے بیٹا بخشنے آیا ہوں'' تو جواباً حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا نے کہا:

(۳)۔ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ (مریم: ۲۰) ''بولی میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا''۔

پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کو بیٹا عطا فرمانے کے بعد فرمایا:

(۴)۔ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝ (مریم:۲۶) "پھر اگر تو کسی "بشر" کو دیکھے تو کہہ دینا میں نے آج رحمان کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی سے بات نہ کروں گی"۔

چند متفرق آیاتِ مبارکہ:

(۱)۔ جب یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بیٹے اور پیارے ہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اپنے پیارے محبوب نبی کریم ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ فرمائیں وہ تمہیں گناہوں پر عذاب کیوں فرماتا ہے؟

بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ (المائدۃ:۱۸)

"بلکہ تم بشر ہو اس کی مخلوقات میں سے"۔

(۲)۔ جب رسول کریم ﷺ لوگوں کو قرآنِ مجید سناتے تو کفار کہتے: اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ (النحل:۱۰۳) "یہ کوئی بشر ہے جو انہیں سکھاتا ہے"۔

(۳)۔ کافروں کو اپنی قدرتوں اور دیگر مخلوقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ (الانبیاء:۳۴) "اور ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لئے دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی"۔

(۴)۔ ولید بن مغیرہ جب قرآنِ مجید کو سنتا تو کہتا: اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ (المدثر:۲۵) "اور کہنے لگا یہ بشر کا کلام ہے"۔

(۵)۔ دوزخ کی آگ کے بارے میں فرمایا: لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ (المدثر:۲۹) "بشر کی کھال اتار لیتی ہے"۔ (کون سے بشر کی، ولید بن مغیرہ اور اس کے ہم خیال لوگوں کی)۔

(۶)۔ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ۙ (المدثر:۳۶) "بشر کے لئے ڈراؤ"۔

(۷)۔ قرآنی آیاتِ مبارکہ، جنت و دوزخ کے حالات اور فرشتوں کی تعداد کے بارے میں فرمایا: وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ (المدثر:۳۱) ''اور وہ تو نہیں مگر آدمی بشر کے لئے نصیحت''۔

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو ''بشر'' فرمایا؟

جواب: جی ہاں! ملاحظہ ہو:۔

انبیاء کرام علیہم اسلام کے مشن کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو بیان فرمایا کہ: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ (آل عمران:۷۹)

''کسی ''بشر'' کو یہ حق نہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے کتاب، حکم اور نبوت (کا تاج) عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو چھوڑ کر میری عبادت کرو، ہاں یہ کہے گا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) والے ہو جاؤ۔ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس لئے کہ تم درس دیتے ہو''۔

سوال: انسانوں میں سے کس کس نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہا؟

جواب: کفار نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہا۔ صرف بشر ہی نہیں بلکہ اپنے جیسا بشر کہا۔

سوال: کوئی آیتِ مبارکہ پیش کی جا سکتی ہے؟

جواب: کوئی ایک آیتِ مبارکہ کیا، سات آیاتِ مبارکہ پیش کی جا سکتی ہیں:

''جب اُن کے رسولوں (علیہم السلام) نے فرمایا: کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) میں شک ہے؟ (وہ تو) آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے کچھ گناہ معاف فرمائے اور موت کے مقررہ وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب دے''۔ جب یہ باتیں ان کے رسولوں علیہم السلام نے فرمائیں تو جواباً کفار نے کہا:

(۱)۔ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ (ابراہیم: ۱۰) ''بولے تم تو ہمیں جیسے بشر ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ''۔

''حضرت نوح علیہ السلام نے جب لوگوں سے فرمایا! اے میری قوم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں؟''

(۲): فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ (المومنون: ۲۴) ''تو اُن (حضرت نوح علیہ السلام) کی قوم کے کافر سرداروں (نے اپنے لوگوں سے) کہا یہ تو نہیں مگر تمہارے جیسا بشر۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا اپنے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) چاہتا تو فرشتہ اتارتا''۔

کافروں کے سرداروں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا:

(۳)۔ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ (ھود: ۲۷) ''قوم کے کافر سردار بولے! ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا بشر دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے''۔

''حضرت ھود (علیہ السلام) نے لوگوں سے فرمایا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بندگی کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود (برحق) نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں''۔

جواباً قوم کے سرداروں نے لوگوں سے کہا:

(۴)۔ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ○ ۙ (المومنون: ۳۳) ''یہ تو نہیں مگر تم جیسا بشر جو تم کھاتے ہو اُسی میں سے کھاتا ہے، جو تم پیتے ہو اُسی میں سے پیتا ہے''۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے رسول علیہ السلام ہونے کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو ایمان لانے کے بعد آخرت کی نعمتوں کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے:

(۵)۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ○ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ج فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (الشعراء:۱۵۴۔۱۵۳) "تو بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو ہمیں جیسے بشر ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو"۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے رسول علیہ السلام ہونے کا اعلان فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرنے، تقویٰ اختیار کرنے، ناپ تول پورا کرنے کا حکم دیا اور زمین پر لوٹ مار اور فساد پھیلانے سے روکا تو کہنے لگے:

(۶)۔ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ○ (الشعراء:۱۸۶) "تم تو نہیں ہو مگر ہم جیسے بشر۔ بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں"۔

کافروں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کیا اور اپنے اعمال کا وبال چکھا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے:۔

(۷)۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا ز فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ○ (التغابن:۶) "یہ اس لئے ہے کہ اُن کے لئے اُن کے رسول (علیہم السلام) روشن دلیلیں لائے تو بولے: کیا یہ "بشر" ہمیں ہدایت دیں گے؟ تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ (جل جلالہ) بے نیاز ہے سب تعریفوں والا"۔

سردارانِ قریش جب قرآن کریم کے مقابلہ سے عاجز رہے تو کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوئے اور وہاں نبی کریم ﷺ کو بلوایا اور کہنے لگے آج ہم نے آپ ﷺ کو فیصلہ کن بات کے لئے بلوایا ہے۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہم ملک و دولت، اچھی بیوی، بادشاہت آپ ﷺ کو دے دیں۔ اگر آپ ﷺ کو کوئی دماغی بیماری ہے (نعوذ باللہ) تو ہم آپ ﷺ کا علاج کروا دیں۔ خرچہ ہم پر ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے کچھ بھی نہیں تم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک اور مجھے اُس کا سچا رسول ﷺ مان لو۔ اسی میں تمہاری خیر ہے، ورنہ میں

تمہاری سختیوں پر صبر اور رب ذوالجلال کے فیصلے کا انتظار کروں گا۔ تب وہ بولے! اچھا اگر آپ سچے رسول ﷺ ہیں تو کعبہ معظمہ میں چار نہریں جاری فرما دیں۔ مکہ مکرمہ کے جنگل پہاڑوں سے صاف کر دیں۔ ہمارے باپ داداؤں کو زندہ فرما دیں کہ وہ آ کر آپ (ﷺ) کی گواہی دیں یا اپنی گواہی کے لئے کوئی فرشتہ اتار دیں یا کم از کم آپ ﷺ کے پاس اچھے باغات اور سونے چاندی کے خزانے ہونے چاہئیں۔ اُمیہ بولا! میں تو آپ ﷺ پر تب ایمان لاؤں گا کہ آپ ﷺ سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایسی کتاب لائیں جو ہم بھی پڑھیں۔ اُن کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ

(بنی اسرائیل ۹۳-۹۰)

اور کافر بولے کہ ہم آپ (ﷺ) پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ (ﷺ) ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہا دیں، یا آپ ﷺ کے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر آپ (ﷺ) اُس کے اندر بہتی نہریں رواں کریں یا آپ (ﷺ) ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دیں، جیسا آپ (ﷺ) نے کہا ہے۔ یا اللہ (جل جلالہٗ) اور اُس کے فرشتوں کو ضامن لے آئیں، یا آپ (ﷺ) کے لئے طلائی گھر ہو، آپ (ﷺ) آسمان میں چڑھ جائیں، ہم آپ (ﷺ) کے چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتاریں جو ہم پڑھیں، اِس طرح کہ ہمارے سامنے فرشتہ آئے اور لکھی ہوئی کتاب آپ ﷺ کو دے جائے، ہم فرشتہ کو بھی دیکھیں اور اُس کے ہاتھ سے کتاب ملتی

ہوئی بھی ملاحظہ کریں"۔ اُن کی یہ ساری بکواس محض مذاق کے طور پر تھی، اگر یہ مطالبے پورے بھی کر دیئے جاتے تب بھی وہ ایمان نہ لاتے اور نتیجہ یہ نکلتا کہ عادتِ الٰہیہ کے مطابق معجزہ دیکھنے کے بعد ایمان نہ لانے کی وجہ سے وہ ہلاک کر دیئے جاتے جبکہ یہ بات سرکارِ کائنات ﷺ کو گوارا نہ تھی۔ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۹۳) "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں، پاک ہے میرا پروردگار میں کون ہوں؟ مگر بشر' اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا رسول بنا کر بھیجا ہوا"۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۹۴) "اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب اُن کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ اُنہوں نے کہا۔ اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا" کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بشر کو رسول (ﷺ) بنا کر بھیجا؟"

سوال: کون سی چیز انسان کو ایمان لانے سے روکتی ہے؟

جواب: انبیاءِ کرام علیہم السلام کی بشریت پر نظر رکھنا ایمان سے روک دیتا ہے۔ جس جس نے (حضرت) محمد ﷺ کو ابن عبد اللہ دیکھا وہ ابوجہل اور ابولہب ہی رہا اور جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہوئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۹۵) "(آپ ﷺ) فرمائیں اگر زمین پر فرشتے ہوتے، چین سے چلتے تو ہم ان پر رسول بھی فرشتے اتارتے"۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا کہنا گمراہی اور بے دینی کی جڑ ہے۔

شیطان کی گمراہی کا بھی یہی سبب ہوا۔

سوال: شیطان کی گمراہی کا کیا سبب تھا؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ (الحجر: ۳۲-۳۳) ''اے ابلیس تجھے کیا ہوا تو سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا؟ کہنے لگا، مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبودار گارے سے تھی''۔

سوال: کس نے نبی علیہ السلام کو بے ادبی کی نظر سے بشر کہا؟

جواب: مخلوق میں بے ادبی سے نبی (علیہ السلام) کو بشر کہنے والا سب سے پہلا شیطان ہے اور جو کوئی نبی (علیہ السلام) کی برابری کے لئے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کو دیکھا، روح اور نور کو نہ دیکھا تو جس کی نگاہ صرف نبی کریم ﷺ کی بشریت پر ہی ہو اُس کا انجام شیطان سا ہوگا۔

سوال: کہتے ہیں رسول کریم ﷺ نے اپنے آپ کو بشر کہا؟

جواب: جی ہاں! مگر کیوں اور کس لئے فرمایا: غور کریں:- اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمانے پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ (الکہف: ۱۱۰) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) فرمائیں ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے''۔ یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں۔ مثلیت صرف ظاہری چہرے مہرے میں ہے، جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام جب شکل بشری میں حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے یا رسول کریم ﷺ کے پاس آتے تھے تو سفید کپڑے اور سیاہ بال رکھتے تھے، اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور نبی کریم ﷺ ظاہراً چہرے مہرے میں بشر اور حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدۃ: ۱۵) ''بے شک تمہارے پاس اللہ (جل جلالہ) کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب''۔

انسان حیوانِ ناطق ہے۔ ناطق ہونے نے انسان کو تمام حیوانوں سے ممتاز کر دیا، مگر کوئی حیوان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں انسان کی مثل ہوں۔ وحی نے رسول کریم ﷺ کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا، کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نبی ﷺ کی طرح ہوں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہماری طرح تھے انہیں غور کرنا چاہیے کہ قرآنِ مجید کی ان تمام آیاتِ مبارکہ میں جن میں لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی مثل کہا وہ کفار تھے، کسی بھی صاحبِ ایمان نے ایسا نہیں کہا۔

سورۂ حم السجدہ کے شروع میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے:

''یہ قرآنِ مجید بڑے رحم فرمانے والے مہربان پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس میں آیات مفصل بیان فرمائی گئی ہیں۔ یہ عربی میں ہے اور عقل والوں کے لئے خوشخبری دینے والا، ڈر سنانے والا۔ تو اُن میں سے اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں''۔ (یہاں سننے سے مراد توجہ اور قبول کرنے کی نیت سے سننا ہے)۔

کافروں نے کہا: وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ (حم السجدہ: ۵) ''اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان حجاب ہے تو آپ (ﷺ) اپنا کام کریں ہم اپنا کام کرتے ہیں''

کافروں کے حجاب کو دور کرنے کے لئے فرمایا: ''بشر ہونے میں تم جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ تم اُس کے حضور سیدھے رہو اور اُس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو۔'' غور نہ سوچنے والی بات ہے۔ کیا رسول کریم ﷺ اُن جیسے بشر تھے؟ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے کافروں نے کہا، ہمارے دل غلاف میں ہیں، ہمارے کانوں میں ڈٹ ہیں۔ کیا کوئی انسان یہ بتا سکتا ہے کہ کس کپڑے کا غلاف اُن کے دل پر چڑھا ہوا تھا''۔ بیشک کوئی شخص

نہیں دکھایا بتا سکتا مگر تاویل کرے گا کہ کفر کا غلاف چڑھا ہوا تھا اور کانوں میں غفلت اور انکار کے ڈٹ تھے۔

ایسے ہی تاویل کرنا پڑے گی کہ کفار سے یہ کہنا کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں، یہ صرف ظاہری اعضاء کے نظر آنے کی وجہ سے فرمایا، نہ کہ حقیقتاً۔

پورے قرآنِ مجید میں غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ برآمد ہوگا اگر دو یا تین آیات میں انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً رسول کریم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں تو یہ کفار کے حجاب کو دور کرنے کے لئے فرمایا، نہ یہ کہ رسول کریم ﷺ ان جیسے ہیں اور قرآنِ مجید میں یہ آیاتِ مبارکہ بھی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور اور سراجاً منیراً بھی فرمایا ہے۔

سوال: کیا قرآنِ مجید میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں یہ ثابت ہو کہ کسی ایمان والے نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہا ہو؟

جواب: قرآنِ مجید میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ ایمان والوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا ہو، آپ (ﷺ) ہماری مثل بشر ہیں۔

سوال: ایمان والوں کو نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: اہل ایمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی یعنی بے مثل نوری بشر ہیں، جو لوگ ہر وقت بشر بشر کی رٹ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہماری طرح بشر ہیں، اُن سے مطلقاً بچنے کی ضرورت ہے۔

کیونکہ ''یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ ہماری مثل بشر ہیں''۔ یہ تو کسی بھی آیت کا ترجمہ نہیں۔ اگر کوئی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ کر ایسا ترجمہ کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں، یہ نہیں فرمایا: تم میری مثل بشر ہو۔ ''بشر'' والی جتنی آیات ہیں جن میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ''بشر'' کہا گیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے چند باتوں کا پتا چلتا ہے:

(۱)۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''بشر'' فرمایا۔

(۲)۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام کو شیطان نے ''بشر'' کہا۔

(۳)۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام نے خود اپنے آپ کو ''بشر'' فرمایا۔

(۴)۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام کو کافروں نے ''بشر'' کہا۔

اب جو انبیاءِ کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہتا ہے، وہ کون ہے؟ کیا وہ شیطان ہے؟ کیا وہ رسول ہے؟ کیا وہ کافر ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی ''رسول'' ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سوچنا ہوگا ایسا کہنے والا کون ہے؟ ایمان والے تو انبیاءِ کرام علیہم السلام کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پکارتے ہیں۔

جن آیاتِ مبارکہ میں انبیاءِ کرام علیہم السلام کی بشریت کا ذکر ہے ان کا سیاق وسباق کے حوالہ سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاملہ واضح ہو کہ یہ روزانہ کا معمول یا اٹھتے بیٹھتے کی بات نہیں۔ ظاہری بشری کو دیکھ کر اپنے جیسا بشر کہنے والوں کو اپنے جیسا کہنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے کہ

(۱)۔ کیا وہ رسول ہیں؟

(۲)۔ کیا وہ معصوم ہیں؟

(۳)۔ کیا وہ صاحبِ قرآن ہیں؟

(۴)۔ کیا وہ امام الانبیاء ہیں؟

(۵)۔ کیا وہ صاحبِ معراج ہیں؟

(۶)۔ کیا وہ نبی قبلتین ہیں؟

(۷)۔ کیا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب ہیں؟

(۸)۔ کیا وہ خاتم النبیین ہیں؟

(۹)۔ کیا وہ رحمۃ للعالمین ہیں؟

(۱۰)۔ کیا وہ صاحبِ خلقِ عظیم ہیں؟

(۱۱)۔ کیا اُن پر نماز میں سلام پڑھا جاتا ہے؟

(۱۲)۔ کیا اُن پر نماز میں درود شریف پڑھا جاتا ہے؟

(۱۳)۔ کیا اُن کا اذان میں ذکر ہوتا ہے؟

(۱۴)۔ کیا وہ صاحب مقام محمود ہیں؟

(۱۵)۔ کیا وہ چار سے زیادہ شادیاں کر سکتے ہیں؟

(۱۶)۔ کیا اُنہیں دیکھنے والا صحابی (رضی اللہ عنہ) ہو سکتا ہے؟

(۱۷)۔ کیا اُن کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں؟

(۱۸)۔ کیا اُن کے نواسے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟

(۱۹)۔ کیا اُن کے باپ، دادایا اُن کے مرنے کے بعد، اُن کی قبروں پر آ کر فرشتے درودو سلام پڑھتے ہیں یا پڑھیں گے؟

(۲۰)۔ کیا اُن کی باتیں حدیث ہیں؟

(۲۱)۔ کیا اُن پر وحی اترتی ہے؟

(۲۲)۔ کیا اُنہیں درخت سلام کرتے ہیں؟

(۲۳)۔ کیا اُن کی سنّت پر عمل کرنے سے سوشہیدوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے؟

(۲۴)۔ کیا اُن کو پتھر سلام کرتے ہیں؟

(۲۵)۔ کیا اُن کے ہاتھوں میں روٹی کا لقمہ تسبیح پڑھتا ہے؟

(۲۶)۔ کیا اُن کے ساتھ اُونٹ باتیں کرتے ہیں؟

(۲۷)۔ کیا اُن کا لعاب لوگ اپنے چہرہ اور جسم پر ملتے ہیں؟

(۲۸)۔ کیا اُن کا لعاب کنویں میں ڈالیں تو پانی میٹھا ہوتا ہے؟

(۲۹)۔ کیا اُن کے لعاب سے خالی کنواں پانی سے بھر جاتا ہے؟

(۳۰)۔ کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہنڈیا کی طرح وہ اپنی ہنڈیاں میں لعاب ڈالتے ہیں؟

(۳۱)۔ کیا آٹے میں لعاب ڈالتے ہیں؟

(۳۲)۔ کیا اُن کے پسینہ میں خوشبو ہے؟

(۳۳)۔ کیا وہ سید ولد آدم ہیں؟

(۳۴)۔ کیا اُن کے پسینے سے مشک سے پیاری خوشبو آتی ہے؟

(۳۵)۔ کیا وہ صاحب معجزہ ہیں؟

(۳۶)۔ کیا وہ دعائے خلیل علیہ السلام ہیں؟

(۳۷)۔ کیا وہ بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟

(۳۸)۔ کیا قیامت کے دن اُن کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا (لوائے الحمد) ہوگا؟

(۳۹)۔ کیا اُن کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے؟

(۴۰)۔ کیا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کی منزلیں طے کر رہے تھے وہ اُس وقت نبی تھے؟

(۴۱)۔ اور جب وہ پیدا ہوئے تو کیا اُس وقت شیطان رویا؟

(۴۲)۔ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی ہیں؟

(۴۳)۔ کیا وہ قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کریں گے؟

(۴۴)۔ کیا قیامت کے دن اُن کی شفاعت قبول ہوگی؟

(۴۵)۔ کیا اِن کے سونے کے باوجود اِن کا وضو قائم رہتا ہے؟

(ایسی اور بھی بے شمار باتیں ہیں جس کی تفصیل زیر طبع بڑی کتاب نور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے)۔ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر کس منہ سے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہماری مثل بشر ہیں؟ آپ ﷺ تو بے مثل نوری بشر ہیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں کتاب الصوم کے حصہ "باب الوصال" میں سات روایات نقل کی ہیں۔ اُن روایات کے اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سمیت پانچ راوی ہیں، دیگر چار جلیل القدر صحابہ کرام میں حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

بخاری شریف کی مذکورہ بالا تمام روایات میں مرکزی بات جو بیان کی گئی ہے وہ اس طرح ہے: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

وَاَيُّكُمْ مِثْلِىْ؟ اِنِّىْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِىْ رَبِّىْ وَيَسْقِيْنِ، فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ، كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا [۳۴]

"رسول اللہ ﷺ نے طے کے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ تو طے کے روزے رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَيُّكُمْ مِثْلِىْ؟ "تم میں میری مثل کون ہے؟" مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا پلاتا ہے۔ جب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) طے کے روزے رکھنے سے نہ رکے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن کچھ نہ کھایا، دوسرے دن کچھ نہ کھایا پھر نیا چاند (ہلال) طلوع ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاند طلوع نہ ہوتا تو میں نہ کھاتا یہاں تک کہ وہ طے کے روزوں سے باز آتے"۔

اس روایت میں "اَيُّكُمْ مِثْلِىْ" (تم میں سے میری مثل کون ہے؟) کے الفاظ ہیں، جبکہ دوسری روایات میں جو حضرت انس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابو سعید خدری اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ ان میں درج الفاظ ہیں:

لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ [۳۵] "میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں"۔ اِنِّىْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ "میں تمہاری مثل نہیں ہوں"۔

اِنِّىْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ "میں تمہاری ہیئت کی طرح نہیں ہوں"۔ یہ گفتگو ایمان والوں سے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تو میرا رب رات کو کھلا پلا دیتا ہے۔ تم اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی تمہارے اندر طاقت ہے۔

---

[۳۴] بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲۔۲۶۳ (چھ روایات)۔ [۳۵] دارمی جلد ۲ ص ۸ (تین روایات)، ترمذی جلد ص، ابوداؤد جلد ص، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۸۱ (آٹھ روایات)، جلد ۳ ص ۵۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۲، جلد ۷ ص ۶۲، مصنف عبد الرزاق جلد ۴ ص ۲۶۸۔۲۶۷ (تین روایات)، موطا امام مالک ص ۲۳۲ (دو روایات)، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۲۲، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۲۲۰ (دو روایات)۔

سوال: کیا نور، بشر ہو سکتا ہے؟ اور جب نور، بشر بنتا ہے تو کیا اُس کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے؟

جواب: قادرِ مطلق ربّ ذوالجلال جب چاہے نور کا بشر بنا سکتا ہے۔ اگر انسان آلو کا گھی، چقندر سے چینی بنا سکتا ہے تو خالقِ کائنات کے لئے کچھ مشکل نہیں تفصیل ملاحظہ فرمائیں!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں کے درمیان جلوہ افروز تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا۔ (۱)۔ ایمان کسے کہتے ہیں؟ (آپ ﷺ) نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے فرشتوں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ملنے اور مرنے کے بعد اُٹھنے پر یقین رکھے، (۲)۔ اُس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ (تو آپ ﷺ نے فرمایا) اسلام یہ ہے کہ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت کرے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور نماز (پنجگانہ) قائم کرے۔ زکوٰۃ کا فرض ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے، (۳)۔ پھر سائل نے پوچھا احسان کیا ہے؟ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت ایسے کر جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ جان لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے، (۴)۔ پھر سائل نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں۔ (۵)۔ سائل نے عرض کیا پھر کچھ نشانیاں ہی بتا دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اُس کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔

(۱)۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی۔

(۲)۔ کالے اونٹ چرانے والے (بڑے امیر بن جائیں گے اور بڑی بڑی عمارتوں کے مالک ہوں گے۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اس (جانے والے) کو (میرے پاس بلا کر) لاؤ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہ

دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے۔ لوگوں کو اُن کا دین سکھانے آئے تھے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے کہا رسول کریم ﷺ نے ان باتوں کو دین کہہ کر ایمان میں شامل فرما دیا ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۱ ص ۴۵)۔ ۳۶

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ یہ حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ صحیح مسلم والی حدیث شریف میں حج کا بھی ذکر ہے کہ یہ بھی اسلام ہے "تو جو صاحبِ استطاعت ہو حج کرے"۔

صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، الترغیب و الترہیب، سنن ابوداود، جامع ترمذی اور مشکوٰۃ میں ہے، وہ آدمی جو آیا تھا اُس کا لباس اور صورت ایسی تھی یعنی شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ، شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ نسائی میں ہے: اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَالطَّیَبَ النَّاسِ رِیْحًا کَانَ ثِیَابُهٗ لَمْ یَمَسَّهَا دَنَس ۔مجمع الزوائد میں ہے: حَسَنُ الْوَجْهِ، طَیِّبُ الرِّیْحِ فِی الثَّوبِ اور مسند احمد میں: حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الشَّعْرِ ثِیَابُ بَیَاضٍ۔ "یعنی وہ آنے والا شخص اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا جب ہم پر نمودار ہوا اُس کے کپڑے بہت سفید تھے، بال بہت خوبصورت اور کالے سیاہ تھے، چہرہ انتہائی خوبصورت تھا، اُس کے بدن سے خوشبو آرہی تھی، اُس کے کپڑوں سے خوشبو آرہی تھی، اُس کے کپڑوں پر میل نہ تھی، آثارِ سفر ظاہر نہ ہوتے تھے اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی بھی ان کو نہ پہچانتا تھا۔ جب وہ شخص، وہ آدمی، وہ بشر چلا گیا تو صحیح مسلم والی روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "اے عمر (رضی اللہ عنہ) اتدری من السائل (تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا (اللہ تبارک وتعالیٰ) اور اُس کا رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، وہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے۔

---

۳۶ بخاری جلد ۱ ص ۱۲، جلد ۲ ص ۷۰۴، مسلم جلد ۱ ص ۲۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۵ (کتاب الزکاۃ)۔

تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے"۔ ۳۷؎

سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ اِذَا اَقْبَلَ رَجُلٌ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَالطَّيَبَ النَّاسِ رِيْحًا كَانَ ثِيَابُهٗ لَمْ يَمَسَّهَا دَنَسٌ ۳۸؎

"ایک آدمی آیا جس کا چہرہ سب لوگوں سے خوبصورت تھا اور جس کے بدن کی خوشبو سب سے بہتر تھی اور اُس کے کپڑوں پر ذرا سا بھی میل نہ تھا"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم جانتے ہو وہ شخص کون تھا؟ عرض کیا: اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تھے۔

سوال: جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بشری شکل میں آتے تھے تو کیا وہ نور نہیں ہوتے تھے؟

جواب: نور بھی ہوتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ نور کو بشری لبادے میں بھیج دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادرِ مطلق ہے جو چاہے بنا سکتا ہے۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِىْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

۳۷؎ صحیح مسلم جلد۱ ص۲۹۷، ابن ماجہ ص۷، مشکوٰۃ ص۱۱، ترمذی جلد۲ ص۸۸، ابوداؤد جلد۲ ص۲۹۷، مجمع الزوائد جلد۱ ص۴۰۔ ۳۹ ۳۸؎ نسائی جلد۲ ص۲۶۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۸ ص۲۶۵ (مختصراً آخری حصہ)۔